REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. No. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ — ۴۲

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷؍اخاء (اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۱۷؍اخاء۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع محترمہ بیگم صاحبہ مورخہ ۱۵؍اخاء کو ۱۰ بجے دوپہر حیدر آباد سے بخیریت واپس تشریف لے آئے اور مع اہل و عیال خیریت سے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

★—— رمضان المبارک میں نمازِ تراویح اور درس کا پروگرام جاری ہے۔ کل ساتویں روز سے مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے سورۃ انعام ختم کر کے اپنے حصۂ درس کو مکمل کر لیا۔ آج سورت اعراف سے مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے درس دینا شروع کیا۔ جو پانچ روز جاری رہے گا۔ حیدر آباد کے سفر سے واپس تشریف لے آنے کے بعد آج سے بعد نمازِ فجر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ صاحب نے بھی حدیث شریف کا درس دینا شروع کیا جبکہ پہلے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد کو درس الحدیث دینے کی سعادت حاصل رہی۔ مقامی احباب و خواتین رمضان شریف کے جملہ پروگرام میں ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ برکت دے آمین۔

۱۰؍رمضان ۱۳۹۲ ہجری ۱۹؍اخاء ۱۳۵۱ ہش ۱۹؍اکتوبر ۱۹۷۲ء

جزائر فجی میں مسجد محمود کا شاندار افتتاح

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ انچارج جزائر فسجی)

دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان رہائش پذیر ہوں خواہ ایک دو خاندان ہی ہوں۔ وہاں اسلامی تعلیم کے لحاظ سے مسجد کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ مسجد اُن کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتی اور ان میں دینی روح قائم و دائم رکھتی ہے۔ اور انہیں ہمیشہ یکجان اور متحد رہنے کا عملی سبق دیتی ہے۔ نیز اگلی نسلوں کی تربیت اور دینی تعلیم کا موجب ہوتی ہے۔

مسجد کی اسی اہمیت کی وجہ سے مغربی افریقہ میں احمدیت کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جہاں بھی ان علاقوں میں کوئی جماعت قائم ہوتی تھی۔ خواہ وہ کتنی چھوٹی ہوتی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے حضور خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فوراً یہ ارشاد فرماتے کہ اب وہاں جتنی جلدی ہو سکے مسجد بنائی جائے۔ خواہ وہ بالکل معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ حضورؓ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بیرونِ ملک مساجد کی تعمیر کی ایک مہم جاری ہے۔ جزائر فجی میں مسجد محمودؓ کی تعمیر بھی اس مہم کا ایک حصہ ہے۔ اس مسجد کی بنیاد حضرت المصلح الموعودؓ کی وفات سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے فجی تشریف لاکر اس وقت رکھی جب کہ آپ وقتی عارضی کے ماتحت ۱۹۶۵ء میں چند روز کے لئے فجی تشریف لائے تھے لیکن بعد میں بعض رکاوٹوں اور مشکلات کی وجہ سے اس کی عمارت جلد تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

ابتدائی مراحل

اس مسجد کی تعمیر کی تحریک اور اس کے لئے زمین کا حصول اور دیگر سب بنیادی کام محترم شیخ عبد الواحد صاحب فاضل سابق مبلغ انچارج فجی مشن کی انتھک اور مخلصانہ کوششوں اور جماعت مارو کی قربانیوں اور خاص توجہ سے انجام پایا۔ ایک مرحلہ پر آکر اس کی تعمیر کا کام بعض ناگزیر مشکلات کی وجہ سے چند سال تک رکا رہا۔ جماعت مارو سے کچھ سستی بھی ہوئی۔ لیکن اب ۱۹۷۱ء و ۱۹۷۲ء میں جماعت نے خاص ہمت سے کام لیا اور مارو اور ناندی کے مخلصین کی خاص توجہ اور محنت اور فجی کے بعض مخیر احمدی احباب کی قربانی اور کوششوں کے نتیجہ میں اس سال اپریل کے آخر میں ہی ایک جنرل وقارِ عملوں کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد ہر لحاظ سے مکمل ہو گئی۔

قریباً پانچ سو ڈالر انہیں جماعتی فنڈ سے دیا گیا۔ اس کے علاوہ انہیں لوکل جماعتوں اور غیر از جماعت دوستوں اور غیر مسلموں سے بھی چندہ لینے کی اجازت دی گئی۔ اپریل کے آخر میں خاکسار نے مسجد کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں مارو اور ناندی کے بھائیوں، بہنوں اور بچوں سب کو بار بار وقارِ عمل کرنے پڑے۔ اور بعض غیر مسلم بھائیوں نے اپنی لاریاں، ٹرک وغیرہ مفت دے کر اور کچھ عمارتی سامان پیش کر کے بھی ان کی مدد فرمائی فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ بفضل اللہ تعالیٰ ہر کام ایسی خوش اسلوبی اور مکمل طور پر کیا ہوا تھا کہ خاکسار دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب بھائیوں، بہنوں بچوں کی یہ قربانی قبول فرمائے اور اپنی خاص رحمت اور خاص نعمتوں اور ہدایت سے نوازے اور مسجد کو ہمیشہ آباد و بارونق رکھے آمین۔

افتتاحی تقریب

چھ مئی کو اس مسجد کے افتتاح کی تاریخ مقرر کر کے مارو کی جماعت نے فجی ریڈیو اور لوکل اخبارات میں اہلِ فجی کو اس تقریب میں شمولیت کی عام دعوت دینے کے علاوہ ملک بھر کے چیدہ چیدہ مسلم اور غیر مسلم لوگوں کو خاص دعوتی کارڈ چھپوا کر بھجوائے اور شمولیت کی خاص دعوت دی۔ چنانچہ ۶؍مئی کو جماعت ہائے احمدیہ فجی کے علاوہ کافی تعداد میں غیر از جماعت اور غیر مسلم فجیین اور انڈین احباب بھی تشریف لے آئے۔ مارو کی جماعت کی طرف سے سب کے لئے رہائش اور کھانے وغیرہ کا بہت اچھا انتظام تھا۔

حضور کا ہمت افزا پیغام

جماعت مارو نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی اس موقع پر خاص دعا اور پیغام ارسال فرمانے کی درخواست کی تھی چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا [illegible] ایمان افروز برقی پیغام عین وقت پر مل گیا جو کہ بوقت افتتاح حاضرین کو پڑھ کر سنایا گیا۔

"مسجد محمود مارو کا افتتاح اور تبلیغی [illegible] مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو کامیاب اور سب کے لئے بابرکت کرے۔ اس مسجد کو اس علاقہ میں اسلام کی اشاعت کا موجب بنائے۔ آپ سب کی کوششوں کو خاص قبولیت اور کامیابی سے نوازے اور اس راہ میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی توفیق دے۔" آمین

اس کے بعد خاکسار نے قرآن کریم کی وہی خاص آیات تلاوت کر کے جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ میں مسجد اقصیٰ کا افتتاح کرتے وقت تلاوت فرمائی تھیں ان کا ترجمہ اور حسب موقع تفسیر بیان کی اور پھر سب حاضرین کے ساتھ اجتماعی دعا کرائی اور پھر جبکہ سب مجمع مسنون دعا پڑھ رہا تھا اس عاجز نے خدا کے اس مقدس گھر کا افتتاح کیا۔ سب احباب نے دو دو رکعت تحیۃ المسجد نفل ادا کئے جس کے بعد اذان دی گئی اور نمازِ ظہر باجماعت ادا ہوئی۔ اس کے بعد سب حاضرین مردوں، عورتوں اور بچوں نے دوپہر کا کھانا کھایا۔ غیر مسلم دوستوں کے لئے بھی کھانے کا علیحدہ خاص انتظام تھا۔ جو سب نے شوق سے تناول فرمایا۔

جلسہ عام

اس کے بعد پروگرام کے مطابق افتتاح سے متعلق خاکسار کی صدارت میں جلسہ عام شروع ہوا جس میں باہر سے آئے ہوئے مہمانوں اور اہلِ مارو کے علاوہ ارد گرد کی آبادیوں کے لوگ بھی شریک ہوئے [illegible] آغاز تلاوت قرآن کریم سے [illegible] اس کے بعد مکرم مولوی [illegible] پھر مکرم [illegible] جماعت احمدیہ فجی [illegible] زبانی دیکھئے [illegible]

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرنٹر: ایڈیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۱۹/ اخاء ۱۳۵۱ ہش

قرآن کریم کی اعجازی شان

رمضان شریف کی عظمت و اہمیت کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۔　　(البقرہ آیت ۱۸۶)

رمضان شریف کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ وہ قرآن جو :-

(۱) تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے ـــ اور ایسے دلائل پر مشتمل ہے جو ـــ
(۲) ہدایت کا رنگ رکھتے ہیں ـــــ اور
(۳) حق و باطل میں فرق کر کے دکھا دینے والے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم کی اعجازی شان کا بیان ایسا مفصل مدلل مسلم الثبوت ہے کہ کسی معقول آدمی کو اس کے سامنے دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ چودہ سو سال سے قرآن کریم کا کھلا چیلنج چلا آرہا ہے۔ اس چیلنج کو مثبت رنگ میں قبول کرنے اور قرآن کریم کے مقابل پر ایسی ہی خوبیوں کی حامل کتاب بنا کر پیش کرنے کی نہ کسی کو آج تک جرأت ہوئی نہ کوئی شخص مردِ میدان بن کر مقابلہ کے لئے سامنے آیا ـــ بایں ہمہ وسوسہ اندازی کے طریق سے صداقت کو مشتبہ کرنے اور حق کو باطل کے ساتھ ملا کر پیش کرنے کی کوشش ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہے۔ نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ نزولِ قرآن کے وقت ہی جب منکرین حق کو قرآن کریم کے زبردست چیلنج کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ سیدھے مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ کہہ کر طرح دے جاتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (انفال آیت ۳۲) بس بس! ہم نے تمہاری بات سن لی اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس قسم کا کلام بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ یہ قرآن تو صرف پہلوں کی باتیں ہیں۔

قابلِ غور بات تو یہی ہے کہ اُن کی یہ مشیت کبھی بھی حیزِ فعل میں نہ آسکی۔ اور یہی بات اُن کے عجز کی بیّن دلیل اس وقت بھی تھی اور اب بھی ہے کہ قرآن کریم کو اساطیر الاوّلین قرار دیتے ہوئے بھی مقابل پر ایسا ہی کلام بنانے سے عاجز اور قاصر کیوں رہے۔

ہندوستان میں انگریزوں کی سیاسی حکومت کے ساتھ ہی مغرب کے مسیحی پادریوں نے بھی اسی سرزمین کا رُخ کیا تا مذہبی پرچار کے ذریعہ نئے حکمرانوں کے قدم زیادہ مضبوطی کے ساتھ اس جگہ جما سکیں۔ ان لوگوں نے ملک کے بدلے ہوئے سیاسی حالات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ مسلمانوں کے سیاسی انحطاط کے باعث پادریوں نے اسلام اور مسلمانوں ہی کو اپنا پہلا شکار بنایا اور وسوسہ اندازی کے طریق سے پریشان خاطر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام اور قرآنِ پاک کی نسبت طرح طرح کے شکوک و شبہات داخل کرتے چلے گئے۔ یہ دور مسلمانوں کے لئے بڑی ہی آزمائش اور ابتلاء کا تھا۔ وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔ اُن دنوں جید علماء اسلام بھی معترضین کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی بجائے بسا اوقات معذرت خواہ ہی نظر آتے ہیں۔ اگر عین وقت پر مسیح موعودؑ کا سرِ صلیب کا ظہور عمل میں نہ آتا تو نہیں کہہ سکتے کہ اب تک مسلمانوں اور اسلام کی کیا حالت بن گئی ہوتی۔

مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے بارے میں ہماری یہ بات کسی خوش عقیدگی کا نتیجہ نہیں بلکہ حقیقت الامر کا واقعاتی بیان ہے۔ جیسا کہ مرزا حیرت دہلوی نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے وصال پر لکھا کہ :-

”مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے۔ ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔“
(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

جس زمانے کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اس پر کچھ وقت گزر جانے کے بعد اس وقت پھر ایک طرف مسلمان کچھ اسی قسم کے حالات سے دوچار ہیں اور دوسری طرف خود مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ نصف یا پون صدی قبل کے مذہبی مباحثات میں بیشتر اُن دلائل قاطعہ سے قطعی ناواقف اور بے تعلق ہو چکے ہیں۔ اس موقعہ کو غنیمت جان کر پادری لوگ ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے اور اُن کے دلوں میں اسلام کی نسبت طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے جدید لباس میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لکھنؤ کا سہ ماہی رسالہ ”ھُما“ یہی کام کر رہا ہے ـــ اسلامک سٹڈیز کے نام پر اس کے ذریعہ بھولے بھالے ناواقف مسلمانوں کو اسلام اور قرآنِ پاک سے برگشتہ کرنے کی خاص مہم جاری ہے۔ رسالہ کی ایک تکنیک یہی ہے کہ مدتوں پہلے شائع شدہ مسیحی لٹریچر سے پادریوں کے کچھ ایسے پرانے مضامین قسط وار شائع کرتا ہے جن میں اسلام اور بانیٔ اسلام پر عجیب و غریب اعتراضات ہوتے ہیں۔ حالانکہ مدت ہوئی ان فرسودہ اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب اہلِ اسلام کی طرف سے دیئے جا چکے ہیں۔ مگر وَن وے ٹریفک کے سبب مسلمانوں کی کم علم نئی پود کا محض اعتراضات کی بھرمار دیکھ کر غیر شعوری طور پر متأثر ہو جانا غیر ممکن نہیں۔ یہی وہ بڑی غرض ہے جس کے لئے اس جدید مہم کو جاری کیا گیا ہے۔ اس لئے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ ہر جگہ کے مسلمان از خود اپنے عزیز مذہب سے پوری طرح واقف و آگاہ ہوں۔ اور ایسے لوگوں کی دسیسہ کاریوں سے بھی پورے طور پر متنبہ اور چوکس رہیں۔

فرسودہ اعتراضات پر مشتمل پرانے مضامین کی از سرِ نو اشاعت کی مثال کے لئے آنجہانی اکبر مسیح کا وہ مضمون ہے جو اس رسالہ میں بعنوان ”تنویر الاذھان فی فصاحۃ القرآن“ قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ اور پرچہ جولائی ستمبر ۱۹۷۲ء کی زیرِ نظر قسط ایک ضمنی عنوان پر مشتمل ہے کہ ”آیا قرآن کی فصاحت قائم مقام معجزہ ہو سکتی ہے؟“ اگرچہ مضمون کی زیرِ نظر طول طویل قسط میں اس بات کو ثابت کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت بقول معترض کے معجزہ نہیں۔ اور تلبیس کے رنگ میں کئی اِدھر اُدھر کی باتیں بھی بیان کی ہیں مگر اُن میں کچھ بھی صداقت نہیں مثلاً یہ کہ

(۱) ”پیغمبر اسلام مدعی معجزہ نہ تھے“۔ حالانکہ سارا قرآن ہی معجزہ ہے۔ اور اس کے علاوہ آپؐ کے ذریعہ انواع و اقسام کے اقتداری معجزات ظہور پذیر ہوئے جن کو ایک دنیا نے مشاہدہ کیا۔ اور ان سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

(۲) ”سارے قرآن میں کوئی ایک لفظ بھی نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی فصاحت و بلاغت کا کبھی وہم بھی ہوا تھا۔“

وہم کیا بلکہ حضور کو یقینِ کامل تھا کہ یہ فصیح و بلیغ کلام، خدا تعالیٰ کی نازل کردہ ہے۔ اور کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ اس کے مقابلہ میں ایسا ہی کلام بنا سکے۔ اسی لئے تو بالہامِ الٰہی حضورؐ نے بارہا اس امر کی تحدی کی۔

(۳) قرآن کے کلام معجز ہونے کی تحدی مکہ میں نہیں بلکہ مدینہ میں اس وقت کی گئی جب پولیٹیکل قوت حاصل ہو گئی۔ درآں حالیکہ زیرِ نظر مضمون میں اس بیان سے چند صفحات پہلے صفحہ ۳۶ پر ایک حوالہ کے ضمن میں سورتِ ہود کی آیت کریمہ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ خود نقل بھی کر چکے ہیں۔ جو مکی سورت ہے۔ مگر تعصب کی آنکھ اس واضح حقیقت کو دیکھ نہ سکی۔

اسی طرح اور بہت سی باتیں ہیں۔ جن کا ذکر باعثِ تطویل ہے۔ قطع نظر فروعات کے جہاں تک معترض کے اصل اعتراض کا تعلق ہے، قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کے عظیم الشان معجزہ ہونے کو حضرت مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ دار کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے
تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

”روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو۔ اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں۔ اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں۔ جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“　　(ملفوظات)

خطبہ جمعہ

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فِتنہ و فساد کو دور کر دے اور ہم غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھتے جائیں

اجتماع خُدّام الاحمدیہ اصلاحِ نفس کی ذِمّہ داری سے عہدہ برآ ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے

احکامِ شریعتِ اسلامیہ کی ادائیگی میں بشاشت پیدا کرنے کے جو طریق اسلام نے بتائے ہیں اُن پر عمل کرنا ضروری ہے

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۸ ظہور ۱۳۵۱ ہش بمطابق ۱۸ اگست ۱۹۷۲ء بمقام سعید ہاؤس۔ کاکول۔ ایبٹ آباد

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اسلام نے نفس پر جائز سختی کا حکم بھی دیا ہے۔ اور ناجائز سختیاں کرنے سے روکا بھی ہے ہمارا کسی نفس کا حق نہیں بنتا اُسے وہ نہیں ملنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے

وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ

اِس ارشاد کی رُو سے اِنسانی نفوس کے جو بھی حقوق قائم کئے گئے ہیں وہ حقوق ادا ہونے چاہئیں۔ اِسی طرح

دِيْنُ اللّٰهِ يُسْرٌ

کی رُو سے احکامِ شریعت اسلامیہ کی ادائیگی میں بشاشت پیدا کرنے کے سارے طریق حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیئے ہیں لیکن کسی وقت جہاد کے دَوران میں انسان کو بارش میں بھی بعض دفعہ تو چوبیس گھنٹے اپنے فرائض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جب کام کرنا ہو اور کام ضروری ہو تو وہ بارش میں بھی ہوگا لیکن جہاں نمازوں کا سوال تھا اُس کے متعلق

صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ

بھی کہہ دیا۔ بعض ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں مسجد میں آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اعلان ہو جاتا ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ نماز کی جو جان ہے وہ توجّہ کو قائم رکھنا ہے۔ اب جس آدمی کے سر پر بارش کے قطرے گر رہے ہوں کبھی وہ کانوں کو کھجلائے اور کبھی وہ آنکھوں کو صاف کرے تو ظاہر ہے وہ توجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ وہ نماز میں رکوع اور قیام اور سجدے تو کرسکتا ہے لیکن اُس کی توجہ قائم نہیں رہ سکتی اس واسطے جس حد تک ممکن ہو توجہ کو قائم رکھنا چاہیئے۔

خطبہ جمعہ

کو سننا بھی اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو یہ ہماری عبادت کا حصّہ ہے۔ دوسرے یہ ہفتہ میں ایک بار یعنی جُمعہ کے روز دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام پر بڑی سخت ذمّہ داری ڈال دی ہے۔ اسے لوگوں کی تربیت کے لئے کچھ نہ کچھ بیان کرنا پڑتا ہے۔ یہ بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ میری زندگی میں خلافت کے بعد ہفتے کے سات دِنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے سخت دن ہوتا ہے۔ کیونکہ میرے مقام کے لحاظ سے کوئی ایسی بات مُنہ سے نہیں نکلنی چاہیئے جو ٹھیک نہ ہو یا درست نہ ہو یا مفید نہ ہو۔ یا ضروری نہ ہو۔ یا پھر جماعتی تربیت اس کی محتاج نہ ہو۔ اس لئے مجھے بڑی استغفار کرنی پڑتی ہے۔ بڑی دعائیں کرنی پڑتی ہیں بڑا غور کرنا پڑتا ہے۔ بڑا سوچنا پڑتا ہے۔ اِس لئے میرے لئے یہ دن بڑا سخت ہوتا ہے۔ (اس اثنا میں چونکہ بارش کچھ زیادہ تیز ہو گئی تھی اور احباب ابھی تک شامل ہو رہے تھے اس پر حضور نے فرمایا) دوست اندر آجائیں ہمارے دِل بڑے وسیع ہیں۔ یہ برآمدہ بھی بڑا وسیع ہے۔ یہاں اگر میں آپ کو باہر بٹھا دیتا اور آپ اپنے کانوں کو کھجلاتے رہتے اور آپ کے کان کے سُوراخ خطبہ سُننے کے قابل نہ ہوتے تو پھر ہمارا یہاں جمعہ پڑھنا ہی بے فائدہ تھا۔ ہم نماز پڑھتے اور جن دوستوں نے جلدی جانا تھا وہ اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ بہرحال خطبہ جمعہ کے متعلق یہ تاکیدی ارشاد ہے کہ خطبہ اتنی توجہ اور خاموشی سے سُنا جائے کہ پاس بیٹھا آدمی اگر بولے بھی تو اسے منع کی طرف انسان کی توجہ نہ ہو۔ ایسے شخص کو منع کرنے سے بھی روکا ہے۔ کیونکہ اس سے اور زیادہ شور مچے گا۔

دُوسری بات

آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں اس وقت بڑا فتنہ اور فساد برپا ہے۔ اِس سلسلہ میں مَیں پہلے بھی دو خطبے دے چکا ہوں۔ آج مَیں بنیادی طور پر جو ہماری ذمہ داری ہے احباب کو اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمیں بڑی دُعائیں کرنی چاہئیں۔ مفسد عجیب طرح کے فتنے سوچتا ہے۔ مثلاً سنہ ۱۹۵۳ء میں جو فسادات ہوئے تھے عام طور پر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ فسادات احمدیوں کے خلاف تھے۔ ایسا نہیں تھا بلکہ ان کی شکل یہ تھی کہ ایک وقت تک "مرزائیت مردہ باد" کے نعرے لگتے رہے۔ اور پھر ایک خاص وقت پر آکر "مرزائیت مردہ باد" کا نعرہ زبان پر آیا ہی نہیں بلکہ "حکومت مردہ باد" کے نعرے لگنے لگے۔ چنانچہ جب بھی فساد شروع ہوتا ہے ہمیں گالیاں دینے سے شروع کرتے ہیں اور ختم کرتے ہیں حکومت کے خلاف نعرے لگانے پر۔ اور اس کے خلاف سخت فساد پیدا کر کے حکومت کا تختہ اُلٹنے پر۔

پس دوستوں کو بڑی دُعا کرنی چاہیئے اب نعرے بھی لگ رہے اور خفیہ سکیمیں بھی بن رہی ہیں۔ اس خیال کے ماتحت کہ شاید ہمیں پتہ نہیں لگے گا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جہاں بھی شرارت کی باتیں ہوتی ہیں تو انہی میں سے کوئی شخص آکر بتا دیتا ہے کہ فلاں جگہ اس قسم کی شرارت کی بات ہو رہی ہے۔ اگرچہ ہم بڑے غریب ہیں ہمارے پاس سامان نہیں، سیاسی اقتدار نہیں، حکومت نہیں۔ ہم تو خدا تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں تاہم

ہماری جماعت

ایک ایسی جماعت ہے جس کے دِل میں یہ تڑپ ہے کہ اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے اور اسلام کے مقابلے میں تمام ادیانِ باطلہ مٹ جائیں سارے اندھیرے جاتے رہیں۔ اسلام کا نور ساری دُنیا میں پھیل جائے۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مگن ہیں۔ کسی کو اسلام کی اشاعت کا فکر نہیں اور نہ اسلام کا درد ہے۔ یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے دِل میں اسلام کا درد ہے۔ اس لئے ہمارا فکر اور ہمارا تدبّر، ہمارا پڑھنا اور ہمارا سُننا، ہمارا سونا اور ہمارا جاگنا اسلام کی ترقی کے لئے وقف ہے۔ غرض اس وقت کئی خیالات ہیں جو لوگوں میں چکر لگا رہے ہیں۔

تاہم جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مجھے تو یہ ... ذرا بھی شرمندگی نہیں ہوتی ... ہوں۔ میں سے مراد جماعت احمدیہ ...

جماعت احمدیّہ اور اس کا ...

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سچّے دین کا معیار

وہ دین ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو — تائیدِ حق نہ ہو مددِ آسماں نہ ہو

مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں — جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں

دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما — کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں

بُت ترک کر کے پھر بھی بُتوں کے غلام ہیں

(از دُرِّ ثمین)

ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ بہرحال ہمارے پاس نہ کوئی سیاسی اقتدار ہے اور نہ سیاسی اقتدار کے لئے اپنے اندر کوئی دلچسپی محسوس کرتے ہیں۔ نہ ہمارے پاس تلوار ہے اور نہ بندوق ہے۔ اور نہ کوئی اور سامان ہیں۔

لیکن ایک ہتھیار اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسا دیا ہے جس کے مقابلے میں کوئی ہتھیار ٹھہر نہیں سکتا۔ اور وہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہتھیار ہے۔ انسان جب اللہ تعالےٰ کے حضور انتہائی عاجزانہ طور پر جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے آتا ہے۔ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ مسلمانوں نے جب کبھی شکست کھائی یا دشمن سے مار کھائی یا دشمن کے ہاتھوں ذلت اُٹھائی تو وہ اسلام کو چھوڑ کر اور خدا تعالےٰ سے دُور ہو کر اُٹھائی۔

پس دوستوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک زبردست ہتھیار ہے۔ تم اسے استعمال کرو۔ اور بہت دعائیں کرو۔ صرف اپنے لئے نہیں۔ صرف اپنوں کے لئے نہیں، بلکہ اپنے دشمنوں کے لئے بھی دُعا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص ابھی پختہ ایمان والا نہیں ہوا جو اپنے دشمن کے لئے دُعا نہیں کرتا۔ ویسے ہماری تو کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے۔ لیکن جس کو ہمارے ساتھ دشمنی ہے اس کے لئے بھی

ہم دُعا کریں گے

اللہ تعالےٰ اسے عقل اور سمجھ عطا فرمائے وہ اپنی تباہی اور ملک کی تباہی کے سامان پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔

بہرحال ہم عاجز بندے ہیں اور یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے ہم اسے بھولے تو نہیں ــــ اللہ تعالیٰ کے نشان دیکھنے پر ابھی اتنا زمانہ نہیں گذرا کہ ہم یہ کہیں کہ پہلوں نے نشان دیکھے تھے۔ ہمیں کیا معلوم ہے۔ نہیں! ہمیں بھی معلوم ہے۔ کیونکہ ہم بھی روز یہ نشان دیکھتے ہیں۔ کوئی پشاور میں نشان نظر آ رہا ہے۔ کوئی سیالکوٹ میں نظر آ رہا ہے کوئی نشان ملتان۔ بہاول پور اور کراچی میں۔ غرض سارے ملک میں یہاں تک کہ ساری دنیا میں نشان نظر آ رہے ہیں۔ ہمارا رب بڑا ہی پیار کرنے والا ہے۔ اگر ہم اس سے بے وفائی نہ کریں۔ وہ انسان سے کہیں زیادہ وفادار ہے۔ اگر ہم اس کے شکر گذار بندے بنیں تو وہ ہمیں اپنے فضلوں سے بہت زیادہ نوازتا ہے۔ اسی لئے اس نے قرآن کریم میں فرمایا

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

(ابراہیم آیت ۸)

پس اللہ تعالےٰ کا بہت شکر کیا جائے

کم ہے۔

بعض لوگ جو ابھی احمدی نہیں ہوئے مثلاً افریقہ میں بھی ہیں اور دوسری جگہوں پر بھی ہیں وہ اپنی تقریروں میں علی الاعلان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے احمدیت کی صداقت کے نشان دیکھے ہیں۔ چنانچہ سیرالیون کے ایک سابق ڈپٹی پرائم منسٹر کے متعلق میں پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں کہ جب میں افریقہ میں دَورے پر گیا اور سیرالیون پہنچا تو اس نے پیچھے پڑ کر استقبالیہ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سابق نائب وزیر اعظم صاحب اس لئے پیچھے پڑے ہوئے تھے کہ اس طرح وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی استقبالیہ تقریر میں یہ کہتے تھے کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن جس شخص نے (یہ اُن کے الفاظ تھے) بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت کی۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے تباہ کر کے رکھ دیا۔ اب وہ ایک ایسے شخص تھے جو یہاں سے پانچ ہزار میل دور سیرالیون کے رہنے والے تھے۔ نہ وہ یہاں آئے۔ نہ مرکز سلسلہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا۔ احمدی وہ نہیں تھے محض ایک سیاستدان ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی تقریر میں کہا: میں نام نہیں لیتا (شاید ان کی وزارت کے زمانے میں کوئی وزیر تھا) بڑا امیر آدمی تھا۔ اس کے پاس کاریں تھیں۔ وہ بڑے پیسے والا تھا۔ مگر اس نے جماعت کی بڑی مخالفت کی تھی۔ تم میں سے ہر ایک شخص کو پتہ ہے۔ میں اس کا نام نہیں لیتا مگر اب بتاؤ کہاں ہے وہ آدمی۔ کہاں ہیں اس کی کاریں اور کہاں ہے اس کا خاندان؟ غرض یہ الفاظ ایک غیر از جماعت سمجھ دار اور سابق نائب وزیر اعظم کے ہیں جس نے اپنی تقریر میں برملا اظہار کیا اور احمدیت کی صداقت کا ایک نشان بنا۔

غرض اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کے حق میں ساری دُنیا میں اپنی قدرت اور اپنے

پیار کے نشان

دکھاتا ہے۔ جب تک ہم اس کے وفادار اور شکر گذار بندے بنے رہیں گے اس وقت تک ہم اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نشان اور اس کے پیار کے جلوؤں کو دیکھتے رہیں گے۔ اس واسطے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کے پیار اور اس کے فضلوں کو جذب کرو تاکہ دشمنوں کی طرف سے جو بھی فتنہ کھڑا ہو، وہ کامیاب نہ ہو۔ ہمیں ان کی ہلاکت سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ ہلاک ہوں۔ ہم تو ان کی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم اُن کے مقابلے پر کھڑا ہونا نہیں

چاہتے۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اُن کے جو منصوبے ہیں وہ "خیر الماکرین" توڑ کر رکھ دے۔ وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسلام کو

غلبۂ اسلام کی شاہراہ

پر آگے ہی آگے بڑھاتی چلی جائے۔ احباب اس کے لئے دعا کرتے رہیں۔

تیسرے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عنقریب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا اجتماع ہونے والا ہے۔ ۵-۶-۷ اخاء (اکتوبر) ربوہ میں منعقد ہوگا۔ چونکہ اس خطبہ کے چھپنے اور جماعتوں میں پہنچنے پر کچھ وقت لگے گا۔ اس واسطے میں نے اس اجتماع کے متعلق کچھ کہنے کے لئے اس جمعہ کو چُنا ہے۔

پچھلے دنوں جب میں ربوہ گیا تھا اس وقت میں نے محنت کرو! محنت کرو! محنت کرو!! کے مضمون پر خطبہ دیا تھا۔ وہ خطبہ ابھی چھپا نہیں۔ میں نے اس خطبہ میں یہ بتایا تھا کہ جہاد کے (اصل معنی ہیں) انتہائی طاقت استعمال کر دینا۔ پھر میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ تین قسم کے جہاد اسلام میں بیان ہوئے ہیں۔ ایک جہاد اکبر ہے دوسرا جہاد کبیر ہے اور تیسرے کو جہاد صغیر کہتے ہیں۔ اور جہاد کے بنیادی معنی کی رُو سے ہر سہ قسم کے جہادوں میں کوشش کو انتہا تک پہنچانا لازمی ہے۔ جہاد اکبر نفس کے خلاف جہاد ہے۔ یعنی شیطان کے جو حملے کسی نفس کے خلاف یا کسی خاص شخص کے خلاف ہوتے ہیں۔ ہم نے اپنی خدا داد طاقتوں کو ان شیطانی حملوں سے محفوظ رکھ کر ان کی انتہائی نشو ونما کے لئے کوشش کرنا ہے۔ ہم نے اپنی قوتوں کی پرورش میں انتہائی زور لگانا ہے۔ اور اپنی پوری کوشش کرنی ہے کہ خدا داد طاقتوں کی نشو ونما میں کوئی تدبیر رہ نہ جائے، کوئی غفلت اور سستی نہ ہو جائے۔ اس کوشش کو جہاد اکبر کہتے ہیں۔

میں نے بتایا تھا کہ جہاد اکبر کے ذریعہ اسلام کی ایک زبردست فوج تیار ہوتی ہے اس لئے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

قدوسیوں اور مطہرین کے سردار

ہیں۔ آپ کی فوج غیر مطہر اشخاص پر مشتمل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے جس شخص نے اسلام کی فوج کا سپاہی بننا ہو اور وہ دل سے یہ چاہتا ہو کہ وہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خود مطہر بنے۔

پس جہاد اکبر ایک ذریعہ ہے نفس کی اصلاح کا۔ تاکہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اسلام کی ایک زبردست فوج تیار کی جائے۔ یہ فوج تلوار یا ایٹم بم لے کر دنیا میں ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ پاک نفوس اور منور سینوں کو لے کر دُنیا کے سامنے اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے نکلتی ہے۔

پس اصلاح نفس جس سے اسلام کی فوج تیار ہوتی ہے، اس کے لئے دو بنیادی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ایک وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ کے مطابق خود انسان اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اس کو ہماری اصطلاح میں محاسبۂ نفس کہا جاتا ہے بعض سیاسی جماعتوں نے ایک نئی اصطلاح بنا دی ہے۔ میرے کان تو اس سے مانوس نہیں۔ اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ وہ محاسبۂ نفس کی جگہ "خود تنقیدی" کہتے ہیں۔ اب جبکہ ہمارے پاس محاسبۂ نفس جیسی ایک نہایت عمدہ اصطلاح موجود تھی تو پھر بھلا "خود تنقیدی" کی اس اصطلاح کی کیا ضرورت تھی۔ یہ اصطلاح اُردو میں استعمال نہیں ہوتی۔ ہمارے کان اس سے ناآشنا بھی ہیں اور اُسے سُننا پسند بھی نہیں کرتے۔

بہرحال ایک تو یہ

محاسبۂ نفس

ہے جس کے ذریعہ انسان خود اپنا خیال رکھتا ہے۔ کہ اس نے کہاں غلطی کی ہے۔ انسان کے اندر بشری کمزوریاں ہیں وہ غلطی کرتا ہے محاسبۂ نفس کی عادت ہو تو اس کے اندر ندامت پیدا ہوتی ہے۔ وہ توبہ و استغفار کرتا ہے۔ اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے۔ اصلاح نفس یعنی انسانی قوتوں اور استعدادوں کی کامل نشو ونما کے لئے کئی دُوسرے طریقے بھی ہیں جنہیں انسان اختیار کر سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا

(بنی اسرائیل: ۱۳)

یعنی انسانی طاقتوں اور قوتوں کی بہترین اور حقیقی اور کامل نشو ونما کے لئے جس قسم کی تعلیم اور ہدایت کی ضرورت تھی وہ قرآن کریم کے ذریعہ کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔

پس انسان جب ذاتی اصلاح کے لئے قرآن کریم پر غور کرتا ہے تو اُسے اپنی اصلاح کا موقع ملتا ہے۔ اس کی صرف یہی خواہش نہیں ہوتی کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فوج کا ایک سپاہی بنے بلکہ اس کی یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کا ایک ایسا سپاہی بنے جس کو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ پیار حاصل ہو۔

غرض ایک تو یہ کوشش ہے جس سے انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور جہاں غلطی دیکھتا ہے وہ اس کی اصلاح کرتا ہے۔

اصلاحِ نفس

کے لئے اسلام نے ہمیں جو دوسرا ذریعہ بتایا ہے وہ

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى (المائدہ: ۳)

ہے۔ اس میں ہم اپنے نفس کی اصلاح کے علاوہ اپنے بھائی کے نفس کی اصلاح کی طرف بھی متوجہ ہوتے ہیں۔ تعاونوا کے یہی معنی ہیں کہ اپنے بھائی کو نیکی اور تقویٰ کے اختیار کرنے میں مدد دی جائے۔ تاکہ اس کی غلطیاں اور کمزوریاں اس کی سستیاں اور غفلتیں دُور ہوں اور وہ باہم مل کر اس رفعت کے میدان میں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کے لئے تیار کیا گیا ہے آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ وہ اپنی اصلاح کر کے کندھے سے کندھا ملا کر روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے چلے جائیں۔

پھر تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کی جو کوشش ہے وہ آگے دو حصوں میں منقسم نظر آتی ہے۔ ایک انفرادی اور دوسری منظم۔ جہاں تک انفرادی کوشش کا تعلق ہے۔ ایک بھائی بھائی کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ ایک دوست دوست کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ ایک خاوند بیوی کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے اور ایک بیوی خاوند کی اصلاح کی کوشش کرتی ہے۔ یعنی

اِنسانی معاشرہ میں

جو لوگ تعلق رکھنے والے اور قریبی ہیں وہ جس حد تک بھی قریبی ہوں وہ اپنے قرابت [illegible] ل کا پورا خیال رکھتے اور ان کی ضرورتوں [illegible] رہتے ہیں تاکہ ان کے اندر جو قوتیں [illegible] نشو و نما حاصل کریں۔

[illegible] منظم طریق ہے جس پر الٰہی سلسلے کام کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت [illegible] رون اولیٰ میں ایک [illegible] کا اعلان ہو جاتا تھا، کا حکم ملتا تھا اور لوگ جہاد کے لئے نکل پڑتے تھے۔ منظم طریق یہ تھا کہ جوق در جوق جہاد [illegible]

[illegible] یا جاتا تھا جہاد [illegible] چنانچہ جہادِ صغیر کو [illegible] نسبت جہادِ اکبر یعنی انسان [illegible] روحانی [illegible] کا جس طرح [illegible] [illegible] اگر پھر ان کا امتحان لیا جاتا ہے [illegible] اس سے ان کی قابلیت کا پتہ لگتا ہے۔ امتحان [illegible] قریب آ کر طلبہ بہت زیادہ محنت کرنے لگتے ہیں۔ [illegible] تو ایک نکما طالب علم جس کی پڑھائی کی طرف بھی توجہ نہیں ہوتی، وہ بھی کوشش کرتا ہے امتحان کے سات دن پہلے خوب پڑھے۔

میں نے ایسے طالب علموں کو خود دیکھا ہے کہ وہ ساری ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ سات دن کے "رت جگے" کے نتیجہ میں وہ بڑے اچھے نمبر لیں گے۔ یہ ان کی غلطی ہوتی ہے لیکن بہرحال جب امتحان کا وقت قریب ہو تو انسان کی کوشش تیز ہو جاتی ہے۔ تو اسی طرح جہاد کے دوران میں جب موت اپنے سروں پر منڈلاتی نظر آتی ہو تو کمزور سے کمزور آدمی بھی اپنی اصلاحِ نفس کی طرف زیادہ توجہ کرتا ہے۔ میں اس وقت جہادِ صغیر کے اس حصے کو لے رہا ہوں جس کا تعلق اجتماعی طور پر نفس کی اصلاح سے ہے۔ اور یہ بتا رہا ہوں کہ

جہادِ صغیر کے دَوران

میں انسان کے دل میں ایک خوف پیدا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید وہ دو دن یا تین دن کے بعد خدا کے حضور پیش ہوگا۔ پھر وہ زیادہ استغفار کرتا ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور ایثار میں زیادہ حسین نظر آتا ہے اس کے روحانی حسن میں زیادہ چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اس میں اور زیادہ حسن پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اس وقت بھی بہت سے اجتماعی کام ہیں جن میں ایک خدام الاحمدیہ کا کام ہے۔ جس کا ایک شعبہ اس کا سالانہ اجتماع ہے اگرچہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع اصلاحِ نفس کی ساری ضرورتوں کو تو پورا نہیں کرتا تاہم یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا

ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔ تمام جماعتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس سلسلہ میں بھی کوشش کریں تاکہ خدام کے اجتماع میں ان کی نمائندگی سو فی صدی تک پہنچ جائے۔

چوتھے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر ذمہ داریاں بٹ جاتی ہیں۔ جہاں تک منتظمین کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے وہ تو مختلف النوع ہیں لیکن صرف اجتماع کے پروگرام کے متعلق یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

پروگرام ایسا بنانا چاہیئے

کہ وہ نوجوان احمدیوں کی اصلاحِ نفس میں زیادہ سے زیادہ ممد ہو۔

پانچویں نوجوان احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اجتماع کے دوران میں اپنے اوقات کو نیکی کی باتیں سننے اور سنانے میں خرچ کریں۔ تاکہ جب وہ اپنی جماعتوں میں واپس آئیں تو اپنے دِل میں زیادہ سے زیادہ اخلاص اور نیکی محسوس کریں۔ اور پھر دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خلوص سے کام کرنے اور نیکی پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پس ہمارے ہر چھوٹے اور بڑے اور خصوصاً نوجوانوں کو یہ بات کبھی بھولنی نہیں چاہیئے کہ آج دنیا میں ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر، حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر اور اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کی خاطر جو (روحانی) جنگ لڑنی ہے وہ کوئی معمولی جنگ نہیں ہے۔ وہ

بڑی زبردست جنگ

ہے۔ دہریت (جسے ہم اشتراکیت اور کمیونزم بھی کہتے ہیں) دنیا کی آدھی آبادی بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ حصے پر چھائی ہوئی ہے۔ دوسری طرف مذہب کے نام پر زندہ رہنے والی قومیں خواہ کتنی ہی کمزور ایمان والی کیوں نہ ہوں۔ یا بد مذہب جن میں کسی نبی کی تعلیم کا ایک معمولی سا عکس نظر آتا ہے اور اسے بھی وہ اب بھول چکے ہیں لیکن بہرحال وہ لامذہب نہیں کہلا سکتے۔ (بد مذہب کی اصطلاح نئی نہیں ہے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال فرمایا ہے)

انہوں نے آدھی دُنیا کی دولت سنبھالی ہوئی ہے۔ اور دنیوی لحاظ سے ان کی بہت بڑی طاقت ہے۔ اور اسلام دشمنی میں بھی یہ لوگ بہت نمایاں ہیں جس طرح آج جو شخص بھی مفسدانہ نعرہ لگانا چاہتا ہے وہ "مرزائیت" کے خلاف نعرہ لگا دیتا ہے حالانکہ مرزائیت تو دنیا میں ہے ہی کہیں نہیں یہ تو احمدیت ہے۔ لیکن بہرحال فساد برپا کرنے کی نیت سے مرزائیت کے خلاف نعرہ لگ جاتا ہے۔ لیکن جو باہر کی دُنیا ہے یعنی اسلام سے باہر کی دُنیا۔ وہ جب بھی شرارت کرنا چاہیں وہ اسلام کو ملوث کرنے اور اس کے خلاف باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک عیسائی جو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے کلی طور پر علیحدہ اور جدا ہو چکا ہے اس کے دِل میں عیسائیت سے کوئی پیار نہیں رہا وہ بات بات میں کہے گا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے یا نہیں اس کے متعلق تمہیں بات کرنے کا حق تب پہنچتا ہے جب تم حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ عیسائیت پر سے ایمان تو تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اب اسلام کے خلاف یہ دلچسپی تمہارے اندر کہاں سے پیدا ہو گئی ہے کہ تم بات بات میں اسلام کے خلاف جھوٹ بولنے لگے ہو۔

میں نے اس وقت تک یورپ کے

دو دَورے

کئے ہیں۔ مجھے وہاں یہ عجیب بات نظر آئی کہ عیسائیت غائب ہے اور اسلام دشمنی قائم ہے۔ پہلی بار جب میں ۱۹۶۷ء میں وہاں دَورے پر گیا تھا تو دو جگہ مجھ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ آپ ہمارے ملک میں اسلام کو کیسے پھیلائیں گے۔ میں نے اس سوال کا یہ جواب دیا تھا کہ تمہارے دل جیتیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔ ایک پریس کانفرنس میں ۲۰-۲۵ صحافی یہ جواب سن کر بلا مبالغہ سُن ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک منٹ تک تو اُن کے منہ سے کوئی بات نہیں نکل سکی تھی کیونکہ انہوں نے ساری عمر یہ سُن رکھا تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اور اُن کا سوال دراصل اسلام پر یہ طعن تھا کہ اسلام تو تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ تلوار ہم نے اسلام کے ہاتھ سے چھین لی ہے۔ اب تم ہمارے ملکوں میں اسلام پھیلانے کے لئے کیا جھک مارتے پھرتے ہو۔ لیکن جس وقت انہوں نے میرا جواب سُنا تو مبہوت ہو کر رہ گئے۔ غرض اسلام کو پھیلانے کے لئے تلوار کی ہمیں ضرورت ہی نہیں۔ ہم لوگوں کے دِل جیتیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔ کیونکہ

اسلام کی تعلیم

کے اندر اتنا حسن و احسان موجود ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تلوار کی ضرورت ہی نہیں ہے میں چونکہ پہلے بھی اپنے کئی خطبات میں اس مضمون پر روشنی ڈال چکا ہوں اس لئے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

تاہم میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ادیانِ باطلہ کے خلاف ہماری زبردست جنگ جاری ہے۔ اس وقت دنیا کا جاہل بھی اور پڑھا لکھا طبقہ بھی دُنیا کا مذہبی بھی اور خدا کو گالیاں دینے والا گروہ بھی اسلام پر حملہ آور ہے۔ ہم نے نہ صرف اسلام کا دفاع کرنا ہے بلکہ دنیا کو اسلام کے حسن و احسان کا گرویدہ بنا کر اسے محسنِ انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالنا ہے۔ یہ کام بڑا ہی عظیم کام ہے جتنا یہ عظیم الشان کام ہے ہم پر اتنی ہی زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

اس لئے ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہماری جو نوجوان نسل ہے وہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اسلامی فوج میں بھرتی ہونے کے قابل نہ ہو اور غیر تربیت یافتہ ہو چنانچہ اس تربیت کی خاطر بہت سی تدابیر اختیار

کرتے ہیں۔ ایک تدبیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کی تھی کہ

خدام الاحمدیہ کی تنظیم

بنادی اور پھر اس تنظیم میں مزید حُسن پیدا کرنے کے لئے اُن کا ایک اجتماع رکھ دیا جو سال بسال ہونا چلا آ رہا ہے۔

چھٹے یہ اجتماع منتظمین پر بھی بڑی بھاری ذمہ داری ڈالتا ہے۔ اجتماع کے موقعہ پر اگر بعض غیر تربیت یافتہ نوجوان گپیں ہانکنے لگ جائیں تو انہیں دیکھ کر غصے نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ پیار سے سمجھانا چاہیئے۔ وہ وہاں تربیت حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ وہ حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح تو نہیں ہوتے۔ ہم انہیں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی نیکی اور تقوےٰ کو اپنائیں مگر اُن کے بلند معیار پر ہر ایک کو پرکھا تو نہیں جاسکتا۔

بہرحال خدام میں تربیت کی کمی ہوتی ہے۔ اسی لئے تو ہم ان کو وہاں بلاتے ہیں۔ اجتماع میں مثلاً تقریروں کے دوران بعض غیر تربیت یافتہ نوجوان اپنے خیمے میں آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ منتظمین ان پر غصے ہوتے ہیں اس کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں۔ ایسی صورت میں منتظم کو چاہیئے کہ وہ خود بھی ان کے پاس بیٹھ جائے۔ انہیں آرام سے سمجھائے اور کہے آؤ چلیں تقریریں سنیں۔ میں نے بھی غلطی کی بیٹھ گیا۔ آپ نے بھی غلطی کی بیٹھ گئے اسی طرح آرام سے سمجھانے سے یقیناً اُن پر خاطر خواہ اثر ہوگا۔ پس

اجتماع کا اصل مقصد

خدام کی تربیت اور اصلاح ہے۔

پھر منتظمین کو یہ بھی مدِّ نظر رکھنا چاہیئے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى کے اصول کی رُو سے اور جہادِ اکبر کے لحاظ سے ان کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ خدّام کے ساتھ تعاون کریں۔ اور انہیں آرام سے سمجھائیں اور انہیں نیکی اور تقویٰ اختیار کرنے کی احسن رنگ میں تلقین کریں۔ تاکہ ہم انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں اللہ تعالےٰ کے پیار کو حاصل کرنے لگ جائیں۔ ہم صراطِ مستقیم سے بھٹکی ہوئی دنیا کو اسلام کے نور سے منوّر کر دیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ کہ اسلام تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آئے گا جلد تر پورا ہو۔ خدا کرے ہماری زندگیوں میں پورا ہو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

رمضان المبارک کے بعض اہم مسائل

(جاوید اقبال اختر)

رمضان شریف کا مبارک مہینہ اپنی بیش بہا رحمتوں اور فضلوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے کہ ہم اس کی اغراض و مقاصد کو کماحقہٗ پورا کرنے والے ہوں۔ اور ان مبارک ایام میں اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی اور ایسا انقلاب پیدا کرلیں کہ جو تمام دنیوی علائق سے بے تعلق کرکے اللہ تعالیٰ سے پیوند جوڑ دے۔

احباب کے افادہ اور سہولت کے پیشِ نظر رمضان المبارک کے بعض مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہم سب مل کر ان کو بجا لائیں اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس مقدس مہینہ کی فیوض و برکات سے مستفید ہوسکیں۔

رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری شریعت کے نزول کا آغاز ہوا۔ اور کلامِ الٰہی اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ اس مہینہ کو روزہ کی خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق فرمانِ خداوندی ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ۔ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دیتا ہوں۔ کیونکہ میرا بندہ اپنی نفسانی خواہشات اور شرب و طعام کو میری خاطر ترک کرتا ہے۔

اس مہینہ میں ہر اُس عاقل۔ بالغ۔ مرد و زن پر روزہ واجب ہے جو بیماری یا حالتِ سفر میں نہ ہو۔ البتہ جن کی ڈیوٹی وغیرہ ہو اور وہ ہمیشہ سفر پر رہتے ہوں، اُن پر ایسی حالت میں بھی روزہ واجب ہے۔ بیمار یا مسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ صحت یاب ہوجانے اور سفر کی حالت گزر جانے کے بعد اپنے روزوں کی گنتی کو پورا کرے۔ جو شخص بڑھاپے یا دائم المرض ہونے کی وجہ سے یہ اُمید نہ رکھتا ہو کہ بعد میں گنتی پوری کرسکیگا۔ وہ روزہ کے بدل کے طور پر اپنے مہینہ بھر کے کھانے کے اندازے سے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دے۔

سنّتِ نبوی صلعم کے مطابق روزہ چاند دیکھ کر رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ"۔ یعنی ماہِ رمضان کا چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور ماہِ شوال کا چاند دیکھ کر ہی عید الفطر مناؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً۔ یعنی سحری کھایا کرو۔ کہ سحری کھانے میں انواع و اقسام کی برکات ہیں۔

مذہب اسلام نے چونکہ تمام اعمال کا دار و مدار نیّت پر رکھا ہے اس لئے روزہ رکھنے سے قبل نیت کرلینا بھی ضروری ہے۔ تاکہ روزہ دار کماحقہٗ روزہ کے آداب و احکام پر عمل درآمد کرسکے۔

ماہِ رمضان کی غرض صرف بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں ہے۔ بلکہ روزہ کی اصل غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ہی ملاحظہ فرمائیے، حضورؐ فرماتے ہیں کہ:۔

"من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہٗ وشرابہٗ"۔ یعنی جو شخص روزہ رکھ کر بھی ہر قسم کی لغویات اور کذب بیانی سے اجتناب نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا اور بشری ضروریات ترک کرے۔

روزہ کی حالت میں سہواً کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کے متعلق ارشادِ نبوی ہے کہ اسے خدا تعالیٰ نے ہی کھلایا ہے۔ نیز روزہ کی حالت میں ازخود قے ہونے۔ سر یا چہرے پر شدتِ گرمی کے باعث پانی ڈالنے اور مسواک کرنے وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہاں عمداً قے کرنے۔ ٹیکہ لگوانے عمداً کوئی چیز کھا لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کے لئے روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہے۔ کفارہ کی صورت میں ۶۰ دن کے لگاتار روزے رکھنا یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلانا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:۔

"میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان المبارک سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ ہمیں ان دنوں کی قدر کرنی چاہیئے اور ان دنوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہیئے"۔

حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ معاف کیا گیا ہے۔ حائضہ عورت کے لئے صرف مخصوص ایام میں رخصت ہے اس کے بعد وہ قضا کرے۔

روزہ طلوعِ فجر سے یعنی پَو پھٹنے سے لیکر غروبِ آفتاب تک رکھا جاتا ہے۔ اور اس عرصہ میں کھانے پینے اور جنسی تعلقات رکھنے کی ممانعت ہے۔

روزہ دار کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اپنا تمام وقت خصوصیت سے نیکی۔ تقویٰ و طہارت صداقتِ قول اور صداقتِ عمل میں گذارے۔ تسبیح و تحمید۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نوافل پر زور دے۔ روزہ کے دنوں میں صدقہ و خیرات اور غریبوں و مسکینوں کو امداد حسبِ توفیق دینی چاہیئے۔ یہ صدقہ رمضان کے فدیہ اور صدقۃ الفطر کے علاوہ ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے اور حالات موافق ہوں۔ مسجد میں اعتکاف کرنا بھی سنّتِ نبوی میں شامل ہے۔ اور موجبِ برکت و ثواب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مقدس مہینہ کا شدت سے انتظار کیا کرتے تھے۔ اور عبادت، ریاضت اور صدقہ و خیرات پر خاص زور دیتے تھے۔ اس مہینہ کے آخری عشرہ میں خصوصاً طاق راتوں میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جو لیلۃ القدر کہلاتی ہے وہ بہت برکتوں والی رات ہوتی ہے جو ہزار راتوں سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے مہینہ کی برکات و لیلۃ القدر کا ذکر کرتے ہوئے شعبان کے آخری دن خطاب فرمایا:۔

"کل سے تم پر عظیم القدر مہینہ چڑھ رہا ہے اس میں ایک ایسی رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس ماہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں۔ اس کی راتوں میں تہجد کے لئے اٹھنا بہت بڑی طوعی نیکی ہے۔ اس ماہ میں جو شخص کوئی نفل کام کرتا ہے اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا دوسرے مہینوں میں فرض کے ادا کرنے سے ملتا ہے۔ اور فرض کا ثواب تو اس ماہ میں ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ پھر یہ باہمی مواسات اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ میں مؤمن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے اُسے گناہوں سے مغفرت حاصل ہوتی ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کی جاتی ہے۔ اور روزہ دار کے ثواب میں کسی قسم کی کمی کے بغیر روزہ افطار کرانے والے کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔

عید الفطر سے قبل غرباء کی امداد کے لئے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی مقدار یک صاع گندم (باقی دیکھئے ص۱۱ پر)

ایلیاءؑ اور مسیحؑ کی آمدِ ثانی

احمدیت کی فتح اور عالمِ عیسائیت کی شکست اور اعترافِ حقیقت

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب کے درمیان بمقام امرتسر اسلام و عیسائیت کے بارے میں ایک مباحثہ پندرہ دن تک ہوا جس کا نام پادری صاحب نے جنگِ مقدس قرار دیا۔ اس مباحثہ میں عبد اللہ آتھم صاحب کے جوابات کی کمزوری کو دیکھ کر ایک ہشیار پادری مسمّی ٹھاکر داس صاحب نے اپنی کتاب تنقیحِ مباحثہ شائع کی۔ اس تنقیح میں پادری صاحب موصوف نے ایلیاء کی آمدِ ثانی کے بارے میں حضورؑ کا یہ بیان تو شائع کیا کہ مسیح نے جس طرح یحییٰ کو ایلیاء قرار دیا اور اُن کا مثیل ٹھہرایا اسی طرح میں بھی مسیح کا مثیل ہونے کی وجہ سے عیسیٰ ابنِ مریم ہوں۔ لہٰذا ایلیاء کی ذاتی آمدِ ثانی کی طرح مسیح علیہ السلام کی آمدِ ثانی بھی محال ہے۔ آنے والا آچکا ہے۔ مسیح ناصریؑ کی آمدِ ثانی کی انتظار بے کار ہے۔ اس ذکر کے باوجود پادری صاحب نے اِس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اسے تشنہ ہی رہنے دیا۔ اور یہ بتانے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ ایلیا خود مسیحؑ سے قبل کیوں نہ آیا۔ اگر مسیحؑ کی آمدِ ذاتی آئندہ ضروری ہے تو اُن کی آمدِ اوّل سے قبل ایلیاء کی آمد بھی ضروری تھی مگر مسیح نے فرما دیا کہ اِس کی بجائے یحییٰ آگیا ہے چاہے مانو چاہے نہ مانو۔ البتہ پادری ٹھاکر داس صاحب نے مسیح کی ذاتی آمدِ ثانی کی پیشگوئی کے پُورا نہ ہونے کا جواب یہ دیا ہے کہ مسیح کی آمد کئی دفعہ ہو چکی ہے۔

(۱) عیدِ پنتکوست میں مسیح روح القدس کے رنگ میں حواریوں کے پاس آئے تھے اعمال [illegible] حواریوں نے روح القدس کی تائید [illegible] طرح طرح کی بولیاں بولی تھیں۔ مگر یہ جواب اس لئے درست نہیں کہ مسیح نے تو فرمایا تھا رُوح القدس میرے جانے کے بعد آئے گا۔ گویا مسیح خود نہیں آئیں گے۔ علاوہ ازیں اس دفعہ پر حاضرین اور تماشائیوں کی گواہی یہ ہے کہ حواری شراب کے نشہ میں واہی تباہی بک رہے تھے۔

(۲) پادری ٹھاکر داس صاحب نے مسیح کی ایک اور آمد کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ واقعۂ صلیب کے ستّر سال بعد جب ٹیٹس رومی نے حملہ کر کے یہود، یروشلم اور ہیکلِ سلیمانی کو تباہ کر دیا تھا مسیح کی آمد اس تباہی کی صورت میں ہوئی تھی۔ مگر یہ بھی مسیح کی ذاتی آمد نہیں بلکہ یہ ٹیٹس رومی کی آمد ہے۔

(۳)۔ پادری صاحب موصوف ان کی ایک اور آمد کلیسیا کا قیام و استحکام بتاتے ہیں۔

ان جوابات سے ظاہر ہے کہ مسیح کی ذاتی آمدِ ثانی کے متعلق عیسائی بھائیوں نے خود تسلیم کر لیا ہے کہ ان کی اِس آمد سے مراد اُن کی ذاتی آمد نہیں۔ گویا ان کی آمدِ ثانی کے متعلق پیشگوئی کا وہ مفہوم نہیں جو عیسائی پہلے لیتے آرہے ہیں۔ پس یہ خیال بالبداہت باطل ہے کہ کبھی مسیح علیہ السلام اِس دنیا میں ذاتی طور پر دوبارہ تشریف لائیں گے لہٰذا ان کی پیشگوئی غلط گئی۔ ہمارے نزدیک بیشک ان کی یہ پیشگوئی درست تھی۔ اور پوری ہوئی۔ اور وہ اس طرح کہ وہ ہجرت کے وقت چور کی طرح بھیس بدل کر یروشلم سے نکلے اور ٹیٹس کے حملہ کے بعد کشمیر سے واپس یروشلم گئے تھے۔ اِس کا ثبوت ان کی وہ بڑھاپے کی تصویر ہے جو انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں دی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی بالکل الگ ہے۔ اور وہ پیشگوئی جس کا تعلق ہمارے موجودہ زمانہ سے ہے بالکل الگ چیز ہے۔ عیسائیوں نے ان کو خلط ملط کر دیا ہے۔ اور یہ آمد جس کا تعلق آخری زمانہ سے ہے وہ اُن کے مثیل کے رنگ میں اس طرح پوری ہونے والی تھی جس طرح ایلیاء کی آمدِ ثانی مسیح کے فیصلہ کے مطابق یحییٰ کے رنگ میں ہوئی۔ سو یہ اور حضرت مسیح موعودؑ مثیلِ مسیح کے رنگ میں ہو چکی ہے۔ جس کے لئے علامات کی شہادت موجود ہے۔

پادری عبد الحق صاحب جو عیسائیوں کے نزدیک رئیس المناظرین اور بزعمِ خود "فاتحِ قادیان" ہیں۔ مباحثہ جہلم و مُنگی وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ

(الف) بے شک مسیح نے یحییٰ کو ایلیا قرار دیا ہے مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ ایلیاء البتہ ضرور آئے گا۔ یعنی ایلیا کی ذاتی آمدِ ثانی قیامت کے وقت ضرور ہو گی۔

اب اس جگہ یہ امر قابلِ غور ہے کہ مسیح نے اعتراف کرتے ہوئے خود فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ ان سے قبل بے شک ایلیاء کی آمد ضروری تھی اور وہ یحییٰ کے وجود میں اُن سے قبل ہو چکی ہے۔ رہی یہ بات کہ پھر کسی وقت ایلیاء کی مزید آمد بھی متوقع ہے۔ تو اس سے ہمیں انکار نہیں۔ مگر یہ امر الگ ہے اس کا اس امر سے کوئی تعلق نہیں کہ مسیح سے قبل ایلیا کی آمدِ ثانی قطعی طور پر یحییٰ کے رنگ میں ہوئی ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر مسیح سے قبل ایلیاء کی بجائے اس کے مثیل کی آمد مسلّم ہے تو مسیح کی اپنی ذاتی آمد کی بجائے ان کے مثیل کی آمد کیوں مسلّم نہیں؟ آخر مسیح کے اپنے فیصلہ کو رد کرنے کی کونسی معقول وجہ ہے۔ یہ مسیح کا فیصلہ ہے جو عیسائیوں کے لئے حجت ہے۔

(ب) پادری عبد الحق صاحب نے فرمایا ہے کہ یحییٰ نے تو ایلیاء ہونے سے انکار کیا ہے۔ گویا وہ ہم سے اس بارہ میں یحییٰ کی تصدیق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم لوگ یہ دکھاؤ کہ یحییٰ نے بھی تسلیم کیا ہو کہ وہ ایلیا ہے لیکن اِس کے یہ معنے ہیں کہ پادری صاحب اپنے خدا کے بیٹے کے فیصلے سے منکر ہیں اور اسے دل سے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں مگر انہوں نے مسیح کا فیصلہ نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں بتلائی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح نے تو یحییٰ کو رُوحانی رنگ میں ایلیاء قرار دیا ہے۔ اور یحییٰ نے دریافت کرنے پر اپنے ظاہری طور پر ایلیاء ہونے سے انکار کیا ہے اور بات بھی یہی درست ہے کہ وہ ظاہری طور پر سابقہ ایلیا نہ تھے۔ اور حضرت مسیحؑ نے بھی یحییٰ کو ظاہری طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر ایلیاء قرار دیا تھا۔ دونوں اپنی اپنی جگہ سچے ہیں۔

پس یہ پادری عبد الحق صاحب کا مغالطہ ہے کہ وہ مسیح کے فیصلہ کو پس پشت ڈال کر ہم سے یحییٰ کے ایلیاء ہونے کی تصدیق چاہتے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے یحییٰ کو کس بناء پر ایلیاء قرار دیا تھا جس بناء پر اسے انہوں نے ایلیاء قرار دیا تھا اسی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کو خدا نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے۔

(ج) پادری صاحب نے ایک سوال یہ اٹھایا ہے کہ مرزا صاحبؑ کا اپنے آپ کو مسیح ابن مریم قرار دینا ایک استعارہ ہے نہ کہ تشبیہ۔ پس مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح کا مثیل قرار نہیں دے سکتے۔ مگر پادری صاحب نے استعارہ و تشبیہ میں کوئی فرق کر کے نہیں دکھایا۔ صرف اتنا کہہ دیا کہ یہ استعارہ ہے نہ کہ تشبیہ اور اس طرح بات گول مول بنا دی ہے۔ یہ "فاتحِ قادیان" کا بڑا کارنامہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کس علمِ بیان کی رُو سے یہ تشبیہ ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کبھی یحییٰ کو ایلیاء قرار دیکر استعارہ قرار نہیں دیا۔ نہ کبھی تشبیہ کی نفی کی ہے۔ اور نہ حضرت مسیح نے اپنے کسی علمِ بیان میں کبھی تشبیہ و استعارہ میں فرق دکھایا ہے۔ اور اگر انہوں نے بھی ایسا کیا ہے تو پادری صاحب ہمیں یہ بات مسیح کے علمِ بیان سے نکال کر دکھائیں۔

ہم پادری صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ استعارہ و تشبیہ کے سمجھنے کے لئے علمِ بیان کی کسی بھی کتاب کی طرف یا کسی عالم کی طرف رجوع کریں۔ حضرت مسیح کی آمدِ ثانی کے مسئلہ کو وہ ایلیاء کی دوبارہ آمد کے مسئلہ سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ استعارہ یا تشبیہ جو بھی صورت وہ پسند کریں اختیار کر لیں۔ ایلیاء کی آمدِ ثانی کی طرح مسیح کی بھی ذاتی آمدِ ثانی بہرحال محال ہے۔

پادری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ استعارہ و تشبیہ میں حقیقۃً کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں مماثلت اور مشابہت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ تشبیہ تو اس امر کا نام ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے کسی وصف میں حرفِ تشبیہ کے ذریعہ سے ملایا جائے۔ جیسے زَیْدٌ کَالْاَسَدِ لیکن ایک قسم کی تشبیہ یہ بھی ہے کہ مَا حذفت اداتہ نحو ھو بحرٌ فی الجُودِ۔ یعنی فلاں شخص سخاوت میں سمندر ہے۔ یا وہ شیر ہے اس میں حرفِ تشبیہ حذف ہے۔ اور استعارہ کی تعریف یہ ہے کہ ھی مجاز علاقتہ المشابھة۔ جیسے زیدٌ اسدٌ کہ استعارہ ایک مجاز ہوتا ہے۔ جس میں دو چیزوں میں مشابہت و مماثلت ہوتی ہے۔ گویا استعارہ تشبیہ ہی ہے۔

اب ذرا غور سے ملاحظہ فرماویں لکھا ہے

اصل الاستعارة تشبیہ
حذف احد طرفیہ ووجہ
شبہہ و اداتہ۔

یعنی استعارہ دراصل تشبیہ ہی ہے اس میں مشبہ بہ و مشبہ میں سے ایک کو اور وجہ شبہ یعنی تشبیہی امر اور حرفِ تشبیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

(قواعد اللغۃ العربیہ مصریہ)

پادری صاحب اپنے مسیح کے علمِ بیان کو بھلا کر ہم سے علمِ بیان کا حوالہ طلب [illegible]

ہیں۔ حالانکہ یہ باتیں مبتدی بھی جانتے ہیں۔ اور پادری صاحب کو اپنی علمیت پر ناز ہے

غرضیکہ پادری صاحب تشبیہ و استعارہ میں فرضی و مزعومہ فرق کے تنکے کا سہارا لیکر کہا کرتے ہیں یحییٰ کو ایلیاء قرار دینا استعارہ ہے، تشبیہ نہیں لہٰذا یحییٰ مثیلِ ایلیاء ہیں۔ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مسیح کا مثیل قرار دیا ہے حالانکہ استعارہ میں مماثلت و مشابہت نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ مثیلِ مسیح نہیں ہو سکتے۔

مگر پادری صاحب نے یہ نہیں بتلایا کہ اگر یہ استعارہ ہے اور تشبیہ سے الگ چیز ہے تو پھر یحییٰ ایلیا سے کیا تعلق رکھتا ہے، جس کی بناء پر مسیح نے اسے ایلیاء قرار دیا ہے۔ ہم نے اُوپر دکھایا ہے کہ استعارہ دراصل تشبیہ و تمثیل ہی کا نام ہے۔ حقیقت کے لحاظ سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا پادری صاحب کو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی مثل کا مصداق نہیں بننا چاہیئے۔ اور نہ مذہب کو بازیچۂ اطفال بنانا چاہیئے۔

پادری صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ ایلیاء قیامت کے وقت مسیح سے قبل آئے گا۔ اس سے ہمیں انکار نہیں۔ لیکن اگر اس سے ان کی یہ مراد ہے کہ ایلیاء ذاتی طور پر مسیح کی آمد سے قبل قیامت کے وقت آئے گا تو یہ بھی ہمیں مسلّم ہے۔ لیکن اگر ان کی مراد آخری زمانہ میں دُنیا میں آمد مراد ہے تو یہ بھی ہمیں منظور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل تیرہویں صدی کے مجدد آپ سے قبل ایلیاء یعنی یحییٰ کے رنگ میں آچکے ہیں۔

خود حضرت مسیح موعود بھی ایلیاء ہیں۔ انبیاء ایک دوسرے کے مثیل ہوتے ہیں اور حضرت اقدس کا الہام ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء کہ آپ سب انبیاء کے مثیل ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کے کمالاتِ نبوت کے جامع ہیں۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں کئی ایلیاؤں کا ذکر موجود ہے۔ جس پر سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ کی آیت شاہد ہے۔ الیاسین، الیاس کا جمع کا صیغہ ہے۔ دو تین ایلیاء حضرت اقدس سے قبل ہو چکے ہیں۔ یعنی اصل ایلیاء، یحییٰ ان کا مثیل، اور تیرہویں صدی کا مجدد جو حضور کے لئے بطور ارہاص تھا۔ اور چوتھے ایلیا خود حضور ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استعارہ و تشبیہ دونوں ہی قرار دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۵ اور ازالۂ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۳۸۔ حضور فرماتے ہیں:-

"بعض حدیثوں میں جو استعارات سے پُر ہیں مسیح کے دوبارہ دُنیا میں آنے کے لئے بطور پیشگوئی بیان کیا گیا ہے۔ سو ان حدیثوں کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس جگہ درحقیقت مسیح ابن مریم کا ہی دوبارہ دنیا میں آجانا ہرگز مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک لطیف استعارہ ہے جس میں مراد یہ ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جو مسیح ابن مریم کے زمانہ کا ہم رنگ ہوگا ایک شخص اصلاحِ خلائق کے لئے دُنیا میں آئے گا جو طبع اور قوت اور اپنے منصبی کام میں مسیح ابن مریم کا ہم رنگ ہوگا .... اور یہ مثیلِ موسیٰ کا مسیح ...... اس مسیح سے بالکل مشابہ ہوگا جو موسیٰ کو دیا گیا تھا"

اس عبارت میں استعارہ کے لفظ کے ساتھ مثیل و مشابہ کا لفظ رکھ کر اسے استعارہ و تشبیہ و تمثیل قرار دیا ہے۔ لہٰذا استعارہ و تشبیہ سے مراد مماثلت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نوامیدی و یاس کے بعد عالم عیسائیت نے احمدی عقیدہ اختیار کرکے اپنی شکست فاش کا اعتراف کر لیا ہے کہ مسیح ناصری ذاتی طور پر ہرگز دُنیا میں ذاتی طور پر دوبارہ نہیں آسکتا اور نہ آئیگا۔ اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ مسیح ناصری ہر وقت دُنیا میں رواں دواں ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ہمارا سوال ہے کہ وہ کیوں کسی عیسائی پر ظاہر ہوکر باتیں نہیں کرتا۔ اُوپر سے جھانک کر ان کی خبر کیوں نہیں دریافت کرتا۔ اس میں کیا روک ہے؟ کہ وہ اوپر سے جھانک کر ان کو اپنی زیارت سے مشرف کرے۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ ایسی صورت میں کہ مسیح ہر وقت ان پر رواں دواں ہے عیسائیت پر زوال کیوں آ رہا ہے؟ اس نے ان کو آپس میں جنگوں میں مبتلا ہو کر تباہی کا باعث بننے سے کیوں نہ روکا؟ ایرانی صلیبی جنگوں سے قبل ان کو شکست کیوں ہونے دی؟ بیت المقدس ان کے ہاتھ سے کیوں نکلنے دیا۔ اور صلیبی جنگوں میں پے درپے شکستوں سے ان کی کمر کیوں ٹوٹتا رہا۔ اور یروشلم کو یہود کے ہاتھوں میں کیوں پڑنے دیا۔ اور عیسائیوں کو یہود کی مدد سے کیوں نہ روکا؟ ایسا ہی اب عالم عیسائیت کیوں رو بہ تنزّل ہے؟ اور وہ سینکڑوں گرجے کیوں بکنے سے نہیں روکتا؟ اس کی رواں دوانی کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے؟ قادیان کے "فاتحین" میں عیسائی بھی اپنے آپ کو شامل بتاتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں بتاتے کہ وہ کس بات کے فاتح ہیں۔ قادیانی تو ان کے گھروں میں پہنچ چکے ہیں۔ احمدیت کی یلغار کے سامنے عیسائیت ہتھیار ڈال چکی ہے۔ مسیح کی مزعومہ رواں دوانی محض طفل تسلّی ہے جس کا قطعی ثبوت عالم عیسائیت کی شکست و اعترافِ حق و عالمگیر زوالِ عیسائیت ہے۔

ہم نے ایک دفعہ پادری عبدالحق صاحب کی خدمت میں چند دن گزارے اس موضوع پر بات کرنے اور بعض باتوں کا جواب دینے کے لئے لکھا مگر ان کی طرف سے خاموشی رہی۔ جبل پور سے پادری نذیر حسین صاحب نے ہمارے حیدرآباد کے مبلغ کا پتہ ایک دوست کی معرفت مانگا تو ہم نے انہیں لکھا کہ وہ ہمارے ساتھ رابطہ قائم کریں نیز ایک چٹھی اس موضوع پر اُن کو بھیج کر جواب کا مطالبہ کیا۔ مگر پادری صاحب موصوف نے یہ کہہ کر چپ اختیار کر لی کہ اس کا جواب وہ رسالہ کے ذریعہ دیں گے۔ رسالہ کے ذریعہ بھی ہم جواب سے محروم ہی رہے ہیں۔

لہٰذا کافی عرصہ انتظار کے بعد یہ مضمون اخبار کے ذریعہ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ ہم پادری عبدالحق صاحب "فاتح قادیان" سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اب ضرور قارئین کو ان بارے میں اپنے تبصرہ سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

لائبریری گوردوارہ سنگھ سبھا بمبئی کیلئے احمدیہ مسلم مشن بمبئی کی طرف سے

قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

گذشتہ دو ماہ میں خاکسار کو گوردوارہ دادر بمبئی میں تین مرتبہ تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ اور مختلف ذی اثر سکھ بھائیوں سے تعارف حاصل کرنے اور احمدیہ لٹریچر پیش کرنے کا موقعہ ملا۔ اس دوران میں جنرل سیکرٹری صاحب سری گورو سنگھ سبھا بمبئی نے یہ خواہش کی کہ گورو سنگھ سبھا کی لائبریری کے لئے قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر اگر جماعت احمدیہ پیش کرے تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا۔ چنانچہ خاکسار نے ان کی اس خواہش کو نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان میں بھجوا دیا۔ نظارت نے تفسیر صغیر کا ایک نسخہ اور دیگر کتب میرے پاس بھجوا دیں۔ اس اسلامی لٹریچر کو گورو سنگھ سبھا کی لائبریری کیلئے تحفۃً پیش کرنے کے لئے ۲۴ ستمبر کی تاریخ مقرر ہوئی۔ چنانچہ ۲۴ ستمبر ۱۰ بجے صبح گوردوارہ دادر بمبئی میں ایک تقریب میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کا تحفہ چیئرمین گورو سنگھ سبھا بمبئی کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو انہوں نے بڑے ادب و احترام سے حاصل کیا۔ اور خواہش کی کہ ہمیں قرآن مجید کے بارہ میں وہ آداب بھی بتلائے جائیں جنہیں اس مقدس کتاب کو ہم اپنے پاس رکھنے میں مدنظر رکھیں۔ اس تحفہ کی وصولی پر حاضرین نے ست سری اکال کا نعرہ بلند کیا۔

میں نے قرآن مجید کا یہ قیمتی تحفہ پیش کرتے ہوئے مختصر طور پر بتایا کہ یہ وہ مقدس کتاب ہے جس کے بارے میں گوربانی میں آیا ہے ... کلی پروان کتیب قرآن کہ اس کلجگ کے زمانہ میں کام آنے والی کتاب ہے قرآن۔ اور یہ وہ مقدس کتاب ہے جس کو گورو نانک دیو جی مکہ و مدینہ کے سفروں میں ساتھ رکھتے تھے۔ اور آپ کی یادگاروں میں وہ کتاب جو گوردوارہ گورو ہر سہائے ضلع فیروز پور میں رکھی ہوئی ہے وہ بھی قرآن مجید ہے۔ اور اسی قرآن کی آیات گورو نانک کے چولہ پر لکھی ہوئی ہیں جو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں بیدی خاندان کے پاس اب بھی موجود ہے۔ لہٰذا آپ بھائی بھی اس قرآن مجید کو پڑھیں اور اس کی تعلیمات پر غور کریں۔

اس تقریب میں میرے ہمراہ مکرم محمد سلیمان صاحب صدر جماعت احمدیہ، عزیزم یونس پردیسی صاحب قائد خدام الاحمدیہ، قریشی محمد شفیع صاحب عابد، پی عبدالحمید صاحب سیکرٹری مال، اور وی عبدالرحیم صاحب بھی تھے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سکھ بھائیوں کو بھی قرآن مجید پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

بعض احباب خصوصاً کشمیر کے دوست مرکز میں بھیجے جانے والے لفافوں اور انلینڈ لیٹرز پر رفیوجی ریلیف کا ٹکٹ نہیں لگاتے اس کے نتیجہ میں پانچ پیسے کی بجائے دس پیسے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے اس ٹکٹ سے صوبہ کشمیر مستثنیٰ تھا لیکن اب وہاں پر بھی یہ ٹکٹ لگانا ضروری ہے۔ البتہ کارڈ پر یہ ٹکٹ لگانا ضروری نہیں ہے۔ احباب پابندی کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کا انتقالِ پُر ملال

(از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف "اصحاب احمد" قادیان)

۱۳ر ماہِ رواں کو ریڈیو پاکستان سے اُردو کے مایۂ ناز ادیب حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے انتقالِ پُر ملال کی خبر نشر ہوئی۔ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلیہ راجعُون۔ خاکسار کے مراسم آپ سے ۱۹۴۵ء میں ہوئے اور کئی سال تک آپ [illegible] قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور آپ [illegible] اخلاقِ عالیہ اور قابلِ رشک زندگی اور [illegible] انہ سلوک کی وجہ سے یہ تعلقات روز افزوں رہے۔ لاہور جانے پر آپ ایک ملاقات سے سیر نہ ہوتے تھے۔ جب تک کہ باصرار دعوتِ طعام پر بھی نہ بُلا لیتے۔ ضیافت کر کے بہت مسرور ہوتے اور آپ کی خواہش ہوتی کہ بار بار ملاقات ہو۔ اور ہر دفعہ آپ کی طرف سے اکرام و احترام ہی ہوتا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ اپنی ملازمت کے سلسلہ میں پانی پت میں متعین رہے۔ حضرت میر صاحب رضؓ اور آپ کے گھرانہ کے اخلاقِ فاضلہ کے شیخ صاحب گرویدہ ہو گئے۔ اور خانۂ واحد کے سے مراسم قائم ہوئے جن کا پاس طرفین کو ہمیشہ رہا۔ تقسیم ملک سے چند سال پہلے آپ مستقل طور پر قادیان چلے آئے۔ اور آپ کی اقامت حضرت ڈاکٹر صاحب کے ہاں ہی تھی۔ ۱۸ر جولائی ۱۹۴۷ء کو آپ رضؓ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد بمجبوریٔ حالات شیخ صاحب مستقل طور پر لاہور منتقل ہو گئے۔ قادیان میں آپ نہایت قلیل معاوضہ پر گویا خدمتِ سلسلہ کی نیت سے مرکزی لائبریری میں کام کرتے رہے۔ لاہور جانے پر آپ جلد ہی ادبی اور علمی مشاغل میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ جس کا ذوق ادیب شہیر خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مرحوم کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے آپ میں پیدا ہوا تھا۔ آپ کے ادبی محاسن کا کمال لاہور کی زندگی میں چمکا۔ اور آپ زمانۂ حال کے صفِ اوّل کے ادباء میں شمار ہونے لگے۔ سابق صدر محمد ایوب خان چونکہ علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ ان کی خواہش پر شیخ صاحب نے سر سید احمد خان صاحب کے مقالات کا مجموعہ مضامین کی ترتیب کے ساتھ تیار کیا۔ اس پر آپ برسوں محنت کرتے رہے تھے۔ چنانچہ غالباً ایک درجن جلدوں میں یہ مقالات "مجلس ترقی ادب" لاہور نے دس بارہ سال پہلے شائع کئے۔ یہ کئی

ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ آپ کی ادبی خدمات کے اعتراف میں سرکاری طور پر اڑھائی صد روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ اور ۱۹۷۱ء میں آپ کو دس ہزار روپے کا ادبی انعام بھی مرحمت ہوا۔ انعام تو چیک کے ذریعہ وصول ہو گیا لیکن سند کے حصول کے لئے اسلام آباد پہنچنے کی دعوت ملی۔ آپ نے بڑھاپے کے عذر پر معذرت چاہی تو آپ کے اعزاز کے طور پر آپ کو اجازت دی گئی کہ سرکاری اخراجات پر آپ چند افراد کی معیت میں سفر اختیار کریں۔ اور آپ کے یہ رفقاء بھی سرکاری مہمان ہوں گے۔ ریڈیو کے نشریہ میں اس امر کا بھی ذکر ہوا ہے کہ صدرِ پاکستان نے مرحوم کے خاندان سے اظہارِ ہمدردی کیا ہے۔ اس سے بھی مرحوم کے مقامِ اعلیٰ کا علم ہوتا ہے۔ آپ کثیر تعداد روزانہ اخبارات کی حاصل کرتے تھے۔ اور بعض ادبی ادارے اپنی مطبوعات ہدیۃً آپ کو پیش کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ گذشتہ سال آپ کی دعوتِ طعام کے موقعہ پر کمرہ میں معیاری نو مطبوعات [illegible] سینکڑوں روپیہ کی یکی دیکھیں تو آپ نے بتایا کہ فلاں ادارہ نے ہدیہ کے طور پر دی ہیں۔ آپ ہندوستان سے بھی مطبوعات حاصل فرماتے رہتے تھے۔

دُنیائے ادب اُردو میں بالغ نظر اور صائب الراسۂ ہونے کے علاوہ آپ کا دینی مطالعہ بھی عمیق تھا۔ اور سلسلہ احمدیہ، خلافت، اور بزرگانِ سلسلہ سے آپ کی وابستگی آپ کا سرمایۂ حیات تھی۔ اور ان سب کی نظر میں آپ مقامِ احترام رکھتے تھے۔ دینی میدان میں بھی آپ کی خدمات گراں مایہ اور قابلِ قدر ہیں۔ دُرِّ ثمین فارسی کا حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ کا اُردو ترجمہ اوّلین بار زیورِ طبع سے مزیّن کرنے کا سہرا آپ کے سر پر ہے۔ دوبارہ بھی آپ نے اسے شائع کیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رضؓ کے پُر لطف و نصیحت واقعات معلوم کر کے "آپ بیتی" کے نام سے آپ نے شائع کئے۔ جو کیا جماعت میں اور کیا اغیار میں بہت مقبول ہوئے۔ آپ کی ایک مفید تالیف "تاریخ تبلیغ اسلام اور ہندوستان" ہے۔ سلسلہ کی بعض تالیفات کی طباعت کے تعلق میں بھی آپ کا تعاون حاصل رہا ہے۔

آپ اخلاقِ فاضلہ کے مالک تھے۔ مجسّم شرافت و انکسار۔ ہمدردی اور مدد کے لئے ہر وقت تیار۔ خاکسار نے اصحابِ احمد کی جلد اوّل شائع کرنی تھی۔ آپ نے نہایت توجہ اور ہمدردی اور کامل محنت سے اور پھر بلا معاوضہ اس کی طباعت کا بار اٹھایا۔ کئی بار اپنی تالیفات خاکسار کو بطور ہدیہ عنایت فرماتے تھے۔ اس ہیچمیرز کی کوئی تالیف آپ کی خدمت میں نہ پہنچی ہوتی تو خاکسار کی حوصلہ افزائی کے لئے ذکر فرماتے اور حاصل فرما کر اظہارِ مسرت فرماتے۔ جلد دوم آپ کے پاس بطور امانت پڑی تھی کہ شدتِ باراں کی وجہ سے یکایک سیلاب کی صورت پیدا ہو گئی۔ آپ نے اپنا نقصان برداشت کر لیا لیکن دوسری منزل پر سب سے اوّل خاکسار کی امانت کتب کا ذخیرہ منتقل کیا۔ آپ [illegible] نفس، کبر و ریا سے خالی اور محبت [illegible] معمور بزرگ تھے۔ مطبوعات کی خرید میں مدد [illegible] فرماتے تھے۔ اور بے حد کوشش کر کے رعایت سے حاصل کر دیتے۔ بے حد محنتی تھے کوئی اسی سال کی عمر بوقتِ وفات ہو گی۔ یہ معلوم کر کے آپ نصف شب بلکہ اس کے بعد تک دماغی کام کرتے ہیں ازراہ ہمدردی عرض کیا کہ اس عمر میں آپ اتنی زیادہ محنت نہ کیا کریں تو آپ نے اس امر کو قابلِ اعتناء نہ سمجھا۔

۱۹۵۳ء کے فسادات میں جبکہ خصوصاً لاہور میں احمدیوں کے نفوس و اموال کا شدید خطرہ لاحق ہوا۔ بالکل قریب کی گلی میں آپ کی اقامت گاہ ہونے کی وجہ سے مرکز غیر مبائعین کی طرف سے پیش کش کی گئی کہ آپ مع افرادِ خاندان ان کے پاس پناہ لے لیں۔ لیکن غیر مبائعین کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خلاف معلوم [illegible] رویّہ کی وجہ سے آپ نے اس پیش کش کے قبول کرنے کو غیرتِ سلسلہ کے خلاف سمجھا اور انکار کر دیا۔ اور جان و مال کے ممکن اتلاف کو برداشت کر لینا سہل سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھا۔

آپ کی اولاد دو بیٹوں میں سے محترم شیخ محمد احمد صاحب مرحوم کے عین عنفوانِ شباب میں وفات پا جانے کے شدید صدمہ کو موسیٰ [illegible] صبر و رضا سے برداشت کیا۔ شیخ محمد احمد صاحب بھی آپ کی طرح نہایت سادہ اور منکسر المزاج اور علم کے سرمایہ سے مالا مال تھے مولوی فاضل کے امتحان میں یونیورسٹی میں اوّل کامیاب ہوئے، وظیفہ پایا۔ بہت سی علمی اور تاریخی عربی تالیفات کو زبان اُردو منتقل کیا۔ شیخ صاحب کے دوسرے بیٹے مکرم شیخ مبارک محمود صاحب زندہ ہیں اور سلسلہ کی خدمت میں منہمک رہتے ہیں۔ اور ایک کم سن بچہ مکرم شیخ محمد احمد صاحب کی یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب مرحوم کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر رہے آمین۔

مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب مرحوم کی وفات پر خدام الاحمدیہ حیدرآباد کا تعزیتی جلسہ

حیدرآباد ۸ر اکتوبر۔ مکرم سیٹھ رشید احمد صاحب مرحوم کی اچانک دردناک وفات پر مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کا ایک تعزیتی جلسہ مسجد احمدیہ بی بی بازار میں منعقد ہوا۔ خاکسار نے [illegible] اور بہت سے خدام نے سیٹھ صاحب مرحوم کی جواناں مرگ پر افسوس کا اظہار اور [illegible] مرحوم کے اوصافِ حمیدہ بیان کئے۔ مکرم سید محمد غوث صاحب [illegible] مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب نے اپنی تقریر میں [illegible] نمایاں حصہ لیتے تھے۔ اور اپنے کاروبار کو [illegible] دیانت تھے۔ مکرم سید محمد غوث صاحب [illegible] تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے اپنے [illegible] اپنے غم و دلی جذبات کا اظہار کیا۔ اور بتایا کہ مرحوم سیٹھ [illegible] دار تھے۔ [illegible] میں اپنے دینی اوصاف کے [illegible] نمایاں حیثیت [illegible] خدام کو تربیت [illegible] میٹنگوں اور تراویح کی نماز میں ساتھ کار پر لایا کرتے [illegible] کوشش کرتے کہ بعض دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ لائیں۔ وہ [illegible] کہا کرتے تھے کہ لوگ دنیا میں دولت چھوڑ جاتے ہیں [illegible] علم کی دولت چھوڑ جاؤں گا۔ مرحوم اپنی جماعت کے ہر شخص کے ساتھ کشادہ پیشانی سے ملتے [illegible] لوگوں اور بعض سیاسی لیڈروں سے بھی تعلقات رکھتے تھے۔ اور ہر دلعزیز تھے۔ [illegible] کی مجلس عاملہ کے رکن بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کی موت عطا فرمائی۔ [illegible] گھر کے سامنے کھلے میدان میں ایک اجتماعی جلسہ کا انتظام ہوا تو مرحوم نے تمام خدام کو کھانا [illegible]

جلسہ کے آخر پر تمام خدام نے متفقہ طور پر قرار دادِ تعزیت پاس کی [illegible] ہم تمام خدام مرحوم کے تمام پسماندگان سے اس صدمہ میں ان کے شریک [illegible] کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ اور مرحوم کی اہلیہ اور بچوں کا حافظ و ناصر رہے [illegible] نے مرحوم کے بھائیوں اور بہنوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور [illegible] تمام خدام نے مرحوم [illegible]

خاکسار: یوسف حسین قائد مجلس [illegible]

مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر کا تربیتی اجلاس

مکرم عبدالحمید صاحب جگو آف ماریشس کی شرکت اور انکے اعزاز میں ٹی پارٹی

رپورٹ مرتبہ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نائب قائد علاقائی

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر کا ماہانہ تربیتی اجلاس دفتر صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ میں زیر صدارت مکرم و محترم بابو تاج الدین صاحب صدر جماعت انعقاد پذیر ہوا۔ آج کا دن ہفتہ تحریک جدید کا افتتاحی دن تھا اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریک جدید سے متعلق بھی وضاحت ہو۔ اسی غرض سے تمام جماعت کو مدعو کیا گیا تھا۔

تلاوتِ قرآن مجید مکرم بابو محمد یوسف صاحب نے فرمائی۔ ازاں بعد مکرم غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سرینگر نے تحریک جدید کی غرض و غایت کو بیان کیا اور بتایا کہ تحریک جدید کا اجراء نامساعد حالات میں ہوا اور آج اسی تحریک کی برکت سے ہی ہم مکرم عبدالحمید صاحب آف ماریشس کو اپنے درمیان پاتے ہیں۔ ورنہ کہاں ماریشس اور کہاں ہم کشمیر کے احمدی۔ تحریک جدید ہی وہ تحریک ہے جس نے دنیا کے مختلف علاقوں سے لوگوں کو احمدیت میں داخل کیا اور آج ہم بھائیوں کی طرح ہیں۔ یہی وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ بیرونی ممالک میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ اسکول اور کالج کھل رہے ہیں۔ اور ہیلتھ سنٹرز قائم ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد مکرم عبدالحمید صاحب آف ماریشس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے ہمیں بھائی بھائی بنا دیا ہے اور میں یہاں آج یہ محسوس نہیں کر سکتا کہ میں پردیس میں ہوں۔ آپ لوگوں نے جو سلوک میرے ساتھ کیا میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ موصوف نے احمدیت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۲۹ء میں احمدیت کا ایک مجاہد ماریشس میں آیا۔ جس نے بھرپور تبلیغی جدوجہد کا وہاں آغاز کیا۔ لگاتار محنت کے بعد مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس کی کوششوں کو کامیاب کیا اور سو کے قریب خاندان احمدیت کے نور سے منور ہوا۔ اس خاندان پر بڑے مصائب آئے ان کے مکانوں اور جائدادوں کو آگ لگا دی گئی۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج ساڑھے آٹھ ہزار احمدی ماریشس میں موجود ہیں۔ احمدیوں کو ہر جگہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارا وہاں ایک ایسا مشن ہاؤس ہے جس پر لگ بھگ اسی ہزار روپیہ صرف ہوا ہے۔ لیکن مزدوری کا سب کام وہاں کی جماعت نے خود کیا۔ بس ہر جگہ جماعتوں میں ایسی ہی روح پیدا ہونی چاہیئے۔

آپ نے تحریک جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تحریک جدید خلیفہ وقت کی تحریک ہے۔ اس میں حصہ لینا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

موصوف نے ماریشس میں تبلیغی سرگرمیوں پر بھی مفصل روشنی ڈالی اور بتایا کہ ماریشس میں تبلیغ احسن رنگ میں ہو رہی ہے۔ جس کے خاطر خواہ نتائج بھی نکل رہے ہیں۔

آخر میں آپ نے اپنے خاندان سے متعلق بتایا کہ میں خاندان میں اکیلا احمدی ہوں۔ آپ نے مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر کی مجاہدانہ جدوجہد کا بھی ذکر کیا۔ اور کہا کہ میں انہی کی بدولت احمدی ہوا ہوں۔ اب آپ لوگ میرے خاندان کے لئے بھی دعا کریں کہ وہ احمدی ہو جائیں۔

اجلاس کی آخری تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے مکرم عبدالحمید صاحب کی تقریر کا جو انگریزی میں ہوئی تھی ترجمہ مختصراً سنایا۔ اس طرح خاکسار نے بھی تحریک جدید کے بارے میں احباب جماعت کو مزید توجہ دلائی اور معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا۔

ٹی پارٹی

اختتام جلسہ پر معزز مہمان کے اعزاز میں مجلس خدام الاحمدیہ سرینگر کی طرف سے ٹی پارٹی کا انتظام تھا۔ سب احباب نے اس میں شرکت کی۔ اور یہ مجلس بعد دعا جو مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز نے کرائی اختتام پذیر ہوئی۔

درویش فنڈ

جن مخلصین نے "درویش فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں ان سے درخواست ہے کہ جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

راجہ رام موہن رائے میموریل سمیلن میں

نمائندہ جماعت احمدیہ کی تقریر

برہمو سماج کی طرف سے راجہ رام موہن رائے کی ۱۳۹ سالہ برسی منائی گئی۔ اس تقریب میں دوسرے مذاہب کے نمائندوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کو بھی حسب سابق اس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ کل مورخہ ۲۷/۹ کو اس سمیلن کی کارروائی آنریبل شری سنکر پرساد متر ا چیف جسٹس ہائیکورٹ کلکتہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ جلسہ کی حاضری تعلیم یافتہ اور سنجیدہ مختلف مذاہب کے افراد پر مشتمل تھی۔ برہمو سماج۔ بدھسٹ۔ سکھ اور غیر احمدی مقررین کے علاوہ خاکسار کو بھی تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔ سوائے بدھ مذہب کے نمائندہ کے، باقی سب تقاریر انگریزی میں ہوئیں۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں بانی جماعت احمدیہ، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختصر تعارف کے [illegible] اس ضمن میں جماعت کے نظریات پیش کرتے ہوئے راجہ رام موہن رائے کے عقیدہ توحید پرستی [illegible] اور بانیانِ جلسہ کے سابقہ اور موجودہ روادارانہ طریق کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ [illegible]تتام پر محترم امیر جماعت احمدیہ۔ محترم الحاج منشی شمس الدین صاحب اور محترم ماسٹر مشرق علی صاحب نے صدر جلسہ اور بعض اہم شخصیتوں کو سلسلہ کا لٹریچر تحفۃً پیش کیا۔ جسے سب نے بشکریہ قبول کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے آمین۔

خاکسار: حکیم محمد دین عفی عنہ
مبلغ انچارج مغربی بنگال واڑیسہ مقیم کلکتہ۔

عید فنڈ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق دے۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم ہے۔ مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک صدقۃ الفطر کا بھی حکم ہے۔ جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے۔ جو کم و بیش ۲½ سیر کا ہوتا ہے۔ سالم صاع ادا کرنا افضل و اعلیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے کم از کم ایک ہفتہ قبل ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔ یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق نہ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوائیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

امید ہے کہ احباب ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے صدقۃ الفطر کی رقم جلد از جلد ادا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

جزائر فجی میں مسجد محمود کا شاندار افتتاح

بقیہ صفحہ اوّل

دُور و نزدیک سے آئے ہوئے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور نئی تعمیر شدہ مسجد کے متعلق بعض معلومات بہم پہنچاتے ہوئے بتایا کہ باوجود ظاہری سامان نہ ہونے کے اور بعض بڑی بڑی ہستیوں اور جماعتوں کی طرف سے مخالفت ہونے کے باوجود [illegible] احمدیہ مارو کا یہ شاندار عظیم عمارت [illegible] بلاشک خدا کی قدرت کا زندہ نشان اور احمدیت کے حق میں اس کی تائید و نصرت [illegible] ناقابلِ انکار دلیل ہے۔

جنرل سیکرٹری [illegible] کی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ مارو [illegible] برادرم اعظم خلیل صاحب تشریف [illegible] اور انہوں نے تفصیل سے [illegible] در کھنے سے اسکی تکمیل تک کے [illegible] حالات کا جائزہ لیا اور سب مشکلات اور مخالفتوں کے باوجود اس کی تعمیر کا ذکر کر کے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے غیب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو مسجد کی بنیاد رکھنے کے لئے یہاں لے آیا اور انہوں نے فجی کے بعض چوٹی کے لوگوں کے سامنے اس کی بنیاد رکھی اور خاص دُعائیں کیں۔ اُنہوں نے آخر میں نام بنام کئی ہندو اور غیر مسلم بھائیوں اور غیر از جماعت احباب اور بعض مخیر احمدی احباب کا تذکرہ کیا جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کی خاطر اس مسجد کی تعمیر میں بذریعہ مال اور سامان مدد بہم پہنچائی۔ اور ان سب کا شکریہ ادا کر کے ان کے لیئے دعا کی درخواست کی۔ اس سلسلہ میں بھائی خلیل صاحب نے جماعت احمدیہ ناندی کے سابق پریذیڈنٹ بھائی محمد جان خان صاحب مرحوم کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ وہ اس مسجد کی بنیاد سے لے کر اپنی وفات تک اپنے شہر ناندی سے آکر ہماری مدد فرماتے رہے۔ اور اپنے وقت اور مال کی قربانی کرنے کی انہیں توفیق ملتی رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ ان کی قربانیاں قبول فرمائے اور درجات بلند کرے آمین۔

آخر میں خاکسار نے آیت کریمہ اِنَّ المساجِدَ لِلّٰہِ الخ اور وَمَنْ اَظلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مساجِدَ اللّٰہِ۔ الخ کی تلاوت کر کے اسلام میں مسجد کا مقام اور حکمت و افادیت واضح کی اور سب احباب اور حاضرین اور کارکنوں کا شکریہ ادا کیا۔ نیز مسجد کی بعض ضروریات کیلئے چندہ کی اپیل کی جس کے نتیجہ میں تقریباً دوسو پچاس ڈالر خدا کے فضل سے اسی وقت جمع ہوگئے الحمد للہ۔ اور اس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی اجتماعی دعا پر ختم ہوا۔

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام اور انفاق فی سبیل اللہ

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ جاری ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل۔ بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ پس جو احباب یہ پسند فرمائیں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرما دیں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگی فرض بھی ہو جائے گا اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو جائے گی۔

فدیہ کے علاوہ بھی روزہ داروں کو حسب استعداد سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے آمین۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

نہایت ضروری اعلان

اخبار بدر کے گذشتہ دو تین شماروں میں مسمّی عبد المالک شاکر آف کیرنگ کے متعلق احباب کو اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اعلان شائع کروایا جا چکا ہے۔ مگر موصولہ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مختلف جماعتوں میں پھر کر دھوکہ دہی اور بعض نہایت قبیح حرکات از قسم بلا اجازت احباب کے گھروں میں گھس جانے اور ناشائستہ حرکات کرنے کا مرتکب ہو رہا ہے۔ لہذا احباب کو تاکید کی جاتی ہے کہ اگر وہ کسی جماعت میں جائے تو احباب اسے منہ نہ لگائیں اور حکمت سے وہاں سے نکال دیں اور اس کا مرکز میں رپورٹ بھجوائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

قرآن کریم کی اعجازی شان

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

براہین احمدیہ میں آج سے ۸۵ سال پہلے بڑی تحدّی کے ساتھ پیش کیا اور مخالفین کو اُن کے گھر تک پہنچاتے ہوئے خود مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اس بات کو بخوبی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف کا اپنی کلام میں بے مثل و مانند ہونا صرف عقلی دلائل میں محصور نہیں بلکہ زمانہ دراز کا تجربہ صحیحہ بھی اس کا مؤیّد اور مصدّق ہے۔ کیونکہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف تیرہ سو برس سے اپنی تمام خوبیاں پیش کر کے ھَلْ مِنْ مُعَارِضٍ کا نقارہ بجا رہا ہے۔ اور تمام دُنیا کو باآوازِ بلند کہہ رہا ہے کہ وہ اپنی ظاہری صورت اور باطنی خواص میں بے مثل و مانند ہے۔ اور کسی جنّ یا انس کو اس کے مقابلہ یا معارضہ کی طاقت نہیں۔ مگر پھر بھی کسی متنفس نے اس کے مقابلہ پر دم نہیں مارا۔ بلکہ اس کی کم سے کم کسی سورۃ مثلاً سورۃ فاتحہ کی ظاہری و باطنی خوبیوں کا بھی مقابلہ نہیں کر سکا۔ تو دیکھو اس سے زیادہ بدیہی اور کھلا کھلا معجزہ اور کیا ہوگا۔ کہ عقلی طور پر بھی اس پاک کلام کا بشری طاقتوں سے بلند تر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور زمانہ دراز کا تجربہ بھی اس کے مرتبہ اعجاز پر گواہی دیتا ہے اور اگر کسی کو یہ دونوں طور کی گواہی کو جو عقل اور تجربہ زمانہ دراز کی رُو سے بپایہ ثبوت پہنچ چکی ہے نامنظور ہو اور اپنے علم و ہنر پہ نازاں ہو یا دنیا میں کسی ایسے بشر کی انشاء پردازی کا قائل ہو کہ جو قرآن شریف کی طرح کوئی کلام بنا سکتا ہے تو ہم ...... کچھ بطور نمونہ حقائق و دقائق سورۃ فاتحہ کے لکھتے ہیں۔ اس کو چاہیئے کہ بمقابلہ اُن ظاہری و باطنی سورۃ فاتحہ کی خوبیوں کے اپنا کلام پیش کرے۔"

(براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۱ تا صفحہ ۳۳۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

اسی طرح حضورؑ نے مخصوص طور پر عیسائیوں کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا:-

آؤ عیسائیو! اِدھر آؤ!! نورِ حق دیکھو! راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

نیز قرآن کریم کی شانِ ارفع کے متعلق فرمایا:-

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

قرآن کریم کے بارہ میں کیسی حقیقت بیانی ہے۔ اور ساتھ ہی کس تحدّی کے ساتھ عصائے موسیٰؑ کے معجزہ سے کہیں بڑھ کر معجزۂ قرآنی کو پیش فرمایا ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ بجائے خود مسیحا کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کے مقابل پر موسیٰ کے سونٹے کا وقتی طور پر سانپ بن جانا نہایت درجہ فرو تر ہے۔ اب کہاں ہیں اسلام کے نکتہ چین جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزات دیئے جانے کا جواب "نفی" میں ملتا ہے۔ ان کی آنکھ اگر ان واضح اور بیّن معجزات کو نہ دیکھ سکے تو دکھائے گئے معجزات پر تو چنداں حرف نہیں آتا۔ البتہ واضح حقیقت کا انکار کرنے والے کو اپنی بے بصیرتی کا علاج ضرور سوچ لینا چاہیئے!!

فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ!

رمضان المبارک کے بعض اہم مسائل

بقیہ صفحہ (۶)

یا نصف صاع گندم کے حساب سے مقرر ہے جو گھر کے ہر مرد، عورت اور ہر لڑکے لڑکی بلکہ بے تنخواہ کام کرنے والے نوکر کی طرف سے بھی ادا کرنا لازمی ہے۔ صاع ہمارے یہاں کے وزن کے مطابق ۲½ کلو وزن کے برابر ہوتا ہے۔

رمضان اور عید الفطر کے بعد شوال کی دوسری تاریخ سے سات تاریخ تک چھ نفلی روزے رکھنا مسنون ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ جس شخص نے رمضان کے تیس روزوں کے علاوہ شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے تو چونکہ ہر نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اس نے گویا متواتر ایک سال کے روزوں کا ثواب حاصل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اندر ان ایام میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان احکام پر بخوبی عمل پیرا ہونے کی سعادت بخشے آمین۔

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور رحمتیں لے کر آتا ہے

روزے دکھ سے بچنے گناہوں سے محفوظ رہنے اور لقائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں

(رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"جب تک تواتر اور تسلسل نہ ہو صحیح مشق نہیں ہو سکتی۔ ہر مہینہ میں اگر ایک دو دن کا روزہ رکھ دیا جاتا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک وقت کے کھانے میں تو بعض اوقات سفر وغیرہ کے باعث بھی دیر ہو جاتی ہے۔ یا بعض اوقات اور مصروفیتوں کے باعث بھی کھانا نہیں کھایا جا سکتا۔ مگر کیا اس سے بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے؟ حکومت بھی فوجیوں سے متواتر مشق کراتی ہے یہ نہیں کہ ہر مہینہ میں وہ ایک دو دن انکی مشق کے لئے رکھ دے۔ غرض جو کام کبھی کبھی کیا جائے اس سے مشق نہیں ہو سکتی۔ مشق کے لئے مسلسل کام کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پورے ایک ماہ کے روزے مقرر فرما دیئے تاکہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کے لئے بھوکا پیاسا رہنے اور رات کو عبادت کے لئے اٹھنے اور دن کو ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کی عادت ہو اور ان کی روحانی صلاحیتیں ترقی کریں۔

غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کھلے رہتے ہیں۔ اور انسان جب چاہے ان سے حصہ لے سکتا ہے۔ صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے۔ ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر پھر رہی ہے۔ اُسے جو بھی بچہ نظر آتا وہ اُسے اٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی۔ آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اُسے اپنا بچہ مل گیا۔ اور وہ اُسے لیکر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اس عورت کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گمشدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو اس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے۔ اور ہر لمحہ قبولیتِ دُعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر دیر ہوتی ہے تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہے کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں اُٹھ سکتے اُن کو ایک نظام کے ماتحت اُٹھنے کی عادت ہو جائے۔ اور اُن کی غفلتیں اُن کی ہلاکت کا موجب [illegible] نہ ہوں

پس یاد رکھ[illegible]ے کوئی مصیبت نہیں ہیں اگر یہ کوئی دکھ [illegible] ہوتی تو انسان کہہ سکتا تھا کہ میں دُکھ میں کیوں [illegible] لیکن جیسا کہ اُوپر بتایا جا چکا ہے، روز[illegible] سے بچانے اور گناہوں سے محفو[illegible] اللہ تعالیٰ کی لقاء کے حاصل کرنے کا ایک [illegible] ور گو بظاہر یہ ہلاکت کا با[illegible] کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے۔ جاگتا [illegible] انا کھاتا ہے۔ جس سے معدہ خراب ہو [illegible] اور پھر ساتھ ہی اس کے یہ احکام بھی ہیں کہ [illegible] صدقہ و خیرات زیادہ کرو۔ اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو مگر یہی قربانیاں ہیں جو اسے خدا تعالیٰ کا محبوب بناتی ہیں۔ اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں"

(تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۸۲، ۳۸۳)

وہ دن آگئے ہیں جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوگی

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقعہ پر تبلیغ و تربیت کے کام کو تیز تر کرنے کے لئے وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔ تاکہ تبلیغِ اسلام کے کام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے اور اسلام کی روحانی سربلندی کا وقت جلد تر قریب آجائے اس موقعہ پر حضور نے فرمایا:-

"وہ دن آگئے ہیں جب ساری دنیا احمدیت کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوگی۔ اگر اس میں آپ کا حصہ نہیں ہوگا تو کتنی بدبختی ہوگی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میری نگرانی میں اسلام کے بڑھنے کا دن دیکھو تو دعائیں اور قربانیوں میں لگ جاؤ تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور جو کام ہم نے مل کر شروع کیا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے کامیاب طور پر پورا ہوتا دیکھیں۔" ——— حضور رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:-

"میرے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بیداری سے کام لے رہی ہے۔ مگر کام کی اہمیت اور اس کی وسعت کو دیکھتے ہوئے ابھی آپ لوگوں کو قربانیوں کا معیار اور بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دیہاتی جماعتوں کی تربیت لاکھوں روپے کی متقاضی ہے۔ پس میں جماعت کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بارہ میں دعاؤں سے کام لیں اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں بھی پیش کریں۔ تاکہ صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو روشناس کیا جائے!"

امید ہے کہ خصوصاً بھارت کے مخلص احباب و خواتین اپنے پیارے آقا کے ان ارشادات پر صدقِ دل کیساتھ لبیک کہتے ہوئے چندہ وقفِ جدید جلد ادا فرمائیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

امتحان کتب سلسلہ کی تاریخ میں تبدیلی

قبل ازیں امتحان کتاب "سیرت طیبہ مع ضمیمہ درِ منثور" کے تعلق میں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ۲۹ ر اخاء (اکتوبر) کو ہوگا۔ لیکن اب ماہِ رمضان اور احباب جماعت کی خواہش کے پیشِ نظر "سیرت طیبہ" کا امتحان مورخہ ۱۲ ر نبوت (نومبر) ۱۳۵۱ ہش بروز اتوار ہوگا۔ جملہ احباب جماعت مطلع رہیں اور اس کے مطابق تیاری کر لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلےٰ .... نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mungoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE"　فون نمبر 23-1652 / 23-5222